انتخاب

کلامِ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ

مُنتخب منظُوم اُردو ترجمہ

تعارف، انتخاب و ترتیب:۔ ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر

حاجی حسن علی پیر محمدؐ ابراہیمؒ ٹرسٹ

www.drhasanrizvi.org

انتخاب

کلامِ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ

مُنتخب منظوُم اُردو ترجمہ

تعارف، انتخاب و ترتیب

ڈاکٹر محمّد حسن رضوی

مترجمین: شیخ ایاز، آغا سلیم، رئیس امروہوی

ناشر

حاجی حسن علی پیر محمّد ابراہیم ٹرسٹ

تیسری منزل شیخا ہاؤس کیمبل اسٹریٹ۔ کراچی ۷۴۰۰۰

فون: ۲۱۰۱۰۹

www.drhasanrizvi.org

نام کتاب ——— انتخاب کلام شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ

ترجمہ ——— شیخ ایاز، آغا سلیم، رئیس امروہوی

تالیف ——— ڈاکٹر محمد حسن رضوی

کتابت ——— سید جعفر صادق

اشاعت اوّل ——— ۱۹۹۲ء

تعداد ——— ۱۰۰۰

ناشر ——— حاجی حسن علی پیر محمد ابراہیم ٹرسٹ

مطبع

سندھ آفسٹ پرنٹرز۔ کراچی

قیمت

۲۰ بیس روپے

www.drhasanrizvi.org

فہرستِ مضامین

(۱) شاہ لطیف بھٹائیؒ اور اُن کے پیغام کا تعارف ـــــ ۵

ا: مقصدِ طباعت اور حرفِ تشکّر ـــــ ۹

ب: شاہ صاحبؒ کا خاندانی پس منظر ـــــ ۱۰

ج: شاہ بھٹائیؒ کے تحصیلِ علم پر فنّی بحث ـــــ ۱۲

د: شاہ صاحبؒ کے عشق کی داستان ـــــ ۱۳

ل: بھٹ شاہ کی آبادی ـــــ ۱۵

م: شاہ صاحبؒ کا سفرِ زیارات اور سفرِ آخرت ـــــ ۱۵

ن: شاہ بھٹائیؒ کی خصوصیاتِ کلام ـــــ ۱۶

و: شاہ صاحبؒ کا مسلک اور پیغام ـــــ ۱۷

ی: شاہ صاحبؒ کی فکری اِرتقار کا پس منظر اور اُن کے پیغام کا مقام ـــــ ۱۹

(۲) حمدِ باری تعالیٰ ـــــ ۲۳

(۳) نعتِ رسولؐ ـــــ ۲۹

(۴) ذکرِ حسینؑ ـــــ ۳۷

نوحہ ـــــ ۴۱

نوحہ ـــــ ۴۲

www.drhasanrizvi.org

نوحہ ــــــــ ۴۴
کبوتر نامہ ــــــــ ۴۴
نوحہ ــــــــ ۴۵
نوحہ ــــــــ ۴۶
(۵) ــــ عرفان ــــــــ ۵۱
(۶) ــــ اخلاقیات ــــــــ ۱۰۵
(۷) ــــ اولیاءِ خداؒ ــــــــ ۱۱۱
(۸) ــــ غزلیات ــــــــ ۱۳۱
(۹) ــــ وطن کی محبت اور جوشِ انقلاب ــــــــ ۱۶۵
(از داستان عمر ماروی)

www.drhasanrizvi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہ لطیف بھٹائیؒ

اور

اُن کے پیغام کا تعارف

از

ڈاکٹر محمد حسن رضوی

www.drhasanrizvi.org

مقامِ کلامِ شاہؒ بزبانِ شاہؒ

مِرے ابیاتِ پُرمعنی کی کیا بات
شگفتہ صورتِ آیاتِ قرآں
دِلِ انساں پہ کھلتے جا رہے ہیں
رموزِ معرفت، اِسرارِ عرفاں

(شاہ لطیف بھٹائیؒ)

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

مقصدِ طباعت

اور

حرفِ تشکّر

اِس انتخابِ کلامِ شاہ کی تالیف کا سبب یہ ہوا کہ میرے محترم بزرگ جناب حاجی علی اکبر حاجی حسن علی پیر محمد ابراہیم مدظلہٗ نے شعبان ۱۹۹۰ء میں مجھے ٹیلیفون پر اپنے ساتھ شعبان میں عمرہ ادا کرنے کی دعوت دی، میں نے فوراً برجستہ مصرعہ پڑھا ؏ :

"تری آواز مکّے اور مدینے"

مدینہ پہنچ کر محترم حاجی صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے کسی کام کے سلسلے میں نذر کی تھی کہ شاہ بھٹائیؒ کے مزار پر چاندی کے دروازے چڑھاؤں گا۔ اب جو مزار پر حاضری دی تو وہاں سب دروازے سونے کے چڑھ چکے تھے۔ اب کیا کروں ؟

میں نے عرض کی کہ اب شاہ صاحبؒ کی رُوح کو خوش کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ آپ اُن کے کلام کا اردو منظوم ترجمہ جو غیر دستیاب ہے اور ضخیم بھی ہے، اس کا انتخاب شائع فرمادیں، اس لئے کہ اردو زبان، اقوامِ متحدہ کی رپورٹ کے مطابق دنیا کی تیسری سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے۔ اور اردو بولنے والا طبقہ ابھی تک شاہ صاحبؒ کے پیغام سے پوری طرح آگاہ نہیں۔ اسی لیے اردو بولنے والے طبقے کو ابھی تک سندھی ادب، اور سندھی اکابرین سے فکری اور قلبی تعلق پیدا نہیں ہو سکا۔ یہ بھی ایک سبب ہے کہ شرپسند عناصر

www.drhasanrizvi.org

سندھی مہاجر فسادات کرانے میں بڑی آسانی سے کامیاب ہو جاتے ہیں۔ دونوں طبقوں میں ایک دُوسرے کے لیے بڑی آسانی سے غلط فہمیاں پیدا کردی جاتی ہیں۔ اِس کا اصل سبب یہ بھی ہے کہ اُردو بولنے والے مہاجر، اپنی وسعتِ قلبی اور مثبت طرزِ فکر کے باوجود اب تک سندھ اور سندھ کی تہذیب اور ادب سے کسی قسم کا فکری اور قلبی ارتباط پیدا نہیں کرسکے ہیں۔ وہ سندھ کی زمین کے حُسن، تمدّن، معاشرت اور پاکیزگی سے آگاہ ہوکر اِس زمین اور یہاں کے لوگوں سے قلبی لگاؤ پیدا کرسکیں گے۔ وہ سندھ کی عظمت اور اُس کے اکابرین سے فکری اور رُوحانی ارتباط پیدا کرسکیں گے۔ اس طرح قدیم سندھیوں اور نئے سندھیوں کو جو خود کو اب تک مہاجرین کہتے ہیں، دونوں میں ہم آہنگی، محبت اور اُخوت پیدا ہو گی۔

اُس زمانے میں سندھ میں سندھی مہاجر فسادات بڑے عروج پر تھے، اِس لیے یہ کتاب وقت کے تقاضے کو بھی پورا کرے گی اور شاہ صاحب کا پیغام بھی عام ہوگا۔ شاہ صاحب کا پیغام حقیقت میں انسان دوستی اور اسلام کا پیغام ہے۔ اِس طرح اسلام کی بُنیادی تعلیمات کی ترویج کا بھی کچھ حق ادا ہوگا۔

محترم حاجی صاحب نے میری رائے کو فوراً قبول فرمایا اور مجھ کو اِس بات کا ذمّہ دار بھی قرار دے دیا کہ میں خود اس کام کو انجام دُوں۔ میں نے اِس کام کو اپنے لیے بڑی سعادت سمجھ کر قبول کیا۔ اگرچہ کام بہت ہی مُشکل تھا مگر مدینہ سے بہتر اور کون سی جگہ ہو سکتی تھی کہ میں اِس بات کی دُعا کرتا کہ خدا مجھے اِس مُشکل کام کو بخوبی انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دُعا قبول ہوئی یا نہیں، اِس کا فیصلہ تو قارئین ہی کر سکتے ہیں۔ میں تو بہرحال صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ میرا وہ وعدہ ہے

"بارِ گراں بود، اَدا شُد چہ بجا شُد"

ترجمہ: یہ بڑا بھاری بوجھ یا قرض تھا جو ادا ہوگیا اور کتنا اچھا ہوا کہ ادا ہوگیا۔

شاہ صاحبؒ کا خاندانی پس منظر

شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ ساداتِ آلِ رسولؐ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُن کا شجرۂ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور حضرت پیغمبرؐ تک جا پہنچتا ہے۔

www.drhasanrizvi.org

شاہ عبداللطیفؒ سنہ ۱۶۹۰ء میں "ھالا" ضلع حیدر آباد سندھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد سید حبیبؒ علاقہ کے نامور مذہبی، باکردار اور پاکیزہ انسان تھے۔ انھوں نے تین۳ شادیاں کیں مگر اولاد سے محروم رہے۔ آخر ایک درویش سے جن کا نام "عبداللطیف" بتایا جاتا ہے، دُعا کی درخواست کی۔ درویش نے دُعا دیتے ہوئے فرمایا:

"خدا نے چاہا تو ایسا بیٹا ہوگا جو یکتائے روزگار ہوگا۔ اور میری خواہش ہے کہ آپ اس کا نام میرے نام پر رکھیے گا۔"

اس دُعا کے نتیجہ میں پہلی بیوی کے ہاں ایک بیٹا ہوا جس کا نام "سیّد عبداللطیف" ہوگیا۔ پھر دوسری بیوی کے ہاں ایک لڑکا ہوا۔ اُس کا نام بھی "عبداللطیف" رکھا گیا۔ اور یہی بچّہ درویش کی دعا ثابت ہوا۔

سنہ ۱۳۹۸ء کی بات ہے جب امیر تیمورؒ ہرات (افغانستان) آیا تو شاہ بھٹائی کے خاندان کے بزرگ "سیّد میر علی" نے اُس کی بڑی خاطر مدارات کی۔ اور ایک رقم بھی نذرانہ کے طور پر پیش کی۔ امیر تیمور اُن کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا اور سید صاحب اور ان کے دو۲ بیٹوں کو اپنا مصاحب بنا کر ہندوستان لے آیا۔ اور ایک بیٹے کو سندھ میں "سیوھان" کا حاکم مقرر کیا۔ پھر دوسرے بیٹے "سیّد حیدر شاہ" بھی سندھ میں ھالا ہی کے علاقے کے شاہ محمد زمیندار کے مہمان ہوئے۔ پھر یہ مہمانی خلوص اور محبت میں بدل گئی۔ آخر کار زمیندار نے اپنی بیٹی "فاطمہ" کی شادی سیّد حیدر شاہ سے کر دی۔ سیّد حیدر شاہ تین۳ سال تک 'ھالا' میں رہے۔ پھر اپنے والد کی وفات کی خبر سُن کر ہرات واپس تشریف لے گئے۔ جہاں وہ تین۳ سال کے بعد انتقال فرما گئے۔

جس وقت "سیّد حیدر شاہ" ہرات جا رہے تھے، آپ کی اہلیہ "فاطمہ" حاملہ تھیں۔ اُنھوں نے وصیّت کی کہ میرے بچّہ کا نام "میر علی" رکھنا۔ اور اگر لڑکی ہو تو اُس کا نام "فاطمہ" رکھنا۔ کیونکہ لڑکا پیدا ہوا اِس لیے اُس کا نام "میر علی" رکھا گیا۔ اِنھیں میر علی کے خاندان میں بڑے ہی صاحبِ کمال بزرگ پیدا ہوئے۔ مثلاً شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ، شاہ کریم، سید ہاشم، سید جلال وغیرہ۔

www.drhasanrizvi.org

شاہ بھٹائیؒ کے تحصیلِ علم پر فنی بحث

شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کی ولادت کے کچھ دن بعد ہی اُن کے والد "شاہ حبیب" اپنے آبائی گاؤں "ھالا" کو چھوڑ کر "کوٹری" آکر رہنے لگے۔ یہ کوٹری وہ نہیں جو آج حیدرآباد سندھ کے قریب ہے۔ بلکہ یہ کوٹری بھٹ شاہ سے پانچ کوس دُور تھا۔

شاہ عبداللطیفؒ نے یہیں آکر پانچ سال کی عمر میں "آخوند نور محمد" کی درسگاہ میں علم حاصل کرنا شروع کیا۔ عام روایت یہ ہے کہ شاہ صاحبؒ نے "الف" کے بعد "ب" پڑھنے ہی سے انکار کردیا۔ لیکن ماہرین کے نزدیک یہ روایت معتبر نہیں کیونکہ شاہ صاحبؒ نہ صرف سندھی زبان پر بلکہ فارسی، عربی، ہندی اور دوسری زبانوں تک پر ماہرانہ حد تک عبور رکھتے تھے۔ اسی لیے ڈاکٹر ٹرمپ نے لکھا:

> "شاہ صاحبؒ کے پڑھے لکھے ہونے کا سب سے بڑا ثبوت تو خود اُن کا مجموعۂ کلام ہے جس میں عربی فارسی تک کو بڑی آسانی سے اور بڑے ہی سلیقے سے استعمال کیا گیا ہے۔"

البتہ یہ ممکن ہے کہ شاہ صاحبؒ نے باقاعدہ مدرسوں میں تحصیلِ علم نہ کیا ہو۔ بلکہ اپنی ذاتی کدوکاوش کے بل پر ظاہری اور باطنی علوم پر عبور حاصل کیا ہو۔

لیکن مقالات الشعراء کے مصنف میر علی شیر قانع ٹھٹھوی، جو شاہ لطیف بھٹائیؒ کے ہم عصر بھی ہیں یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ:

> "آنجناب بہ لطیف اگرچہ "امّی" بود امّا علمِ عالم
> بتمام بر لوحِ محفوظِ دلِ شاہ ثبت بودہ۔"

لیعنی "شاہ لطیف اگرچہ امّی (یعنی جس نے کسی انسان سے کچھ پڑھا نہ ہو) تھے مگر ان کے دل پر جو لوحِ محفوظ تھا، تمام علومِ عالم کو لکھ دیا گیا تھا۔"

بہرحال یہ ایک نہایت دقیق، باطنی نکتہ ہے اور وھبی علم، جو خدا کی طرف سے الہام کے ذریعہ دلوں پر ثبت کیا جاتا ہے، کی پیچیدہ بحث ہے۔ اہلِ ظاہر اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ اس لیے ڈاکٹر گربخشانی، مولانا دین محمد وفائی، پروفیسر جیٹھل

www.drhasanrizvi.org

ڈاکٹر سورلے، پروفیسر کلیان آڈوانی اور دوسرے محققین اور مستشرقین نے شاہ بھٹائیؒ کو اُمّی یا اُن کے الہامی علوم کے ماننے سے انکار کر دیا۔ مگر ان ماہرین نے اس حقیقت کو پوری طرح مانا ہے کہ شاہ صاحبؒ کا جوہرِ سخن لازمی طور پر خداداد تھا۔ ساتھ ہی اُن کے کلام ہی سے سیکڑوں مثالیں دے کر یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اُن کو علومِ ظاہری اور زندگی کے دقیق تجربات کا پورا پورا علم تھا، جو اُن کے نزدیک علمی کدوکاوش اور تحصیل کے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔ لیکن اُن کے کمالِ علم کو ایک غیر معمولی، بہت بلند پایہ، خداداد صلاحیت سے تعبیر کیا ہے۔ اس اختلافِ نظر کا کوئی حل ہم جیسے ظاہر پرستوں کے بس کی بات نہیں۔

الہام ایک حقیقت ہے جس کا کوئی صاحبِ علم انکار نہیں کر سکتا۔ مگر اس کی حقیقت کا پورا ادراک ہم جیسوں کے بس کی بات نہیں، اس لیے اِس منزل پر خاموشی اختیار کرنا ہی میرے نزدیک کمالِ علم اور حدِ ادب ہوگا۔

شاہ صاحبؒ کے عشق کی داستان

جس زمانے میں شاہ صاحبؒ کے والد شاہ حبیبؒ کوٹری میں آ کر رہے جو بھٹ شاہ سے پانچ کوس پر تھا اور اب بالکل ویران ہے تو وہاں شاہ حبیبؒ کی پاکیزگی کا بڑا چرچا ہوا۔ وہیں پر مرزا مغل بیگ ارغون ان سے بہت متاثر ہوئے اور شاہ حبیبؒ کے مرید بن گئے۔ جب بھی مرزا مغل بیگ کے گھر کوئی بیمار ہوتا تو دعا کے لیے شاہ حبیبؒ کو بلایا جاتا۔ گھر کی مستورات تک شاہ حبیب کے تقدس کی بنا پر ان سے پردہ نہ کرتیں۔

ایک مرتبہ مرزا مغل بیگ کی نوجوان بیٹی بیمار ہو گئی۔ حسبِ دستور شاہ حبیبؒ کے پاس ملازم بھیجا گیا جس نے ان سے گھر چل کر صحت یابی کی دعا کی درخواست کی۔ اتفاقاً شاہ حبیبؒ کی طبیعت کچھ ناساز تھی، اس لیے انھوں نے اپنے نوجوان بیٹے شاہ لطیفؒ کو ملازم کے ساتھ روانہ کر دیا۔ مرزا مغل بیگ نے پیرومرشد کا بیٹا سمجھ کر بڑا ہی احترام کیا اور اپنے ساتھ زنان خانے میں لے گئے۔ جیسے ہی شاہ صاحبؒ نے لڑکی کا حسن و جمال ملاحظہ فرمایا تو دونوں دلوں میں محبت کی آگ سلگ اُٹھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جیسے ہی نوجوان دوشیزہ کی کلائی شاہ صاحبؒ کے ہاتھ میں آئی تو آپ کی زبان سے بے ساختہ نکلا: "جس کا ہاتھ سید کے ہاتھ میں آ جائے تو پھر اُس کے لیے درد دکھ کیسا؟"

www.drhasanrizvi.org

یہی جملہ سُن کر مرزا مغل بیگ بدظن ہوگیا اور اُس نے اِنتقاماً شاہ صاحب کو کوٹڑی سے واپس جانے پر مجبور کر دیا۔

(نوٹ: شرعاً اگر عورت پر پہلی نظر بے ارادہ پڑ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں نیز یہ کہ نکاح کی نیت سے عورت کو دیکھنا شرعاً جائز ہے۔ مزید یہ کہ طبیب یا معالج کے نبض دیکھنے میں بھی شرعاً مضائقہ نہیں۔ شاہ صاحبؒ وہاں بحیثیت معالج ہی تشریف لے گئے تھے۔ مؤلف)

غرض اس حادثے کا اثر شاہ صاحبؒ کی زندگی پر بڑا ہی گہرا پڑا۔ گھر بار چھوڑ کر دُور دراز جنگلوں اور صحراؤں کا رُخ کیا۔ تین سال جنگل و صحرا میں گھومتے رہے۔ اپنے کلام میں اُن علاقوں کا بار بار ذکر فرماتے ہیں جو اس زمانے میں دیکھے تھے۔ اسی سَیر کے عالم میں ٹھٹھہ پہنچے۔ وہاں ایک عظیم عالم، صوفی بزرگ حضرت مخدوم محمد معین ٹھٹھوی سے ملاقات ہوگئی۔ انھوں نے شاہ صاحب سے بڑی ہی ہمدردی فرمائی۔ اُن کے دُکھے ہوئے دِل پر مرہم رکھا، جس سے شاہ صاحبؒ کو بڑی ہی تسکین ملی۔ پھر اس طرح سے رہنمائی فرمائی کہ شاہ صاحب کا عشقِ مجازی، عشقِ حقیقی میں تبدیل ہوگیا۔ اب شاہ صاحبؒ میں عرفان کی تڑپ، اولیاءِ خدا کی پاک محبت، انسانیت کی خدمت کا جذبہ، انسان دوستی، عبادتِ الٰہی، ریاضت کی لگن، والدین کی اطاعت کا جذبہ اور حقیقی مسرت کے حصول کا بے پناہ شوق بیدار ہوگیا۔ اسی جذبہ نے ان کو پھر ان کے والدین کے پاس پہنچا دیا۔ اس واپسی پر اُن کے والد شاہ حبیبؒ کو اس قدر خوشی ہوئی کہ گویا دوبارہ زندگی مل گئی۔

شاہ صاحبؒ کی اس واپسی کے کچھ ہی دنوں بعد "دَل" قوم کے سرکش افراد نے مرزا مغل بیگ کی حویلی پر حملہ بول دیا اور ۱۷۱۳ء میں ان کے تمام مَردوں کو قتل کر دیا۔ صرف نو عمر لڑکے اور عورتیں زندہ بچ سکے۔ ان لوگوں نے اِس تباہی کو سیّدوں کی ناراضگی کا نتیجہ سمجھا۔ اس لیے وہ سب شاہ حبیب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب نے ہاتھ جوڑ کر معافی چاہی اور سرپرستی کی درخواست کی۔ نیز مرزا مغل بیگ کی بیٹی کو شاہ لطیف کے نکاح میں دینے کی پیشکش کی۔ اس دوشیزہ کا نام "سیّدہ" تھا۔ اُنھیں کے عشق میں شاہ صاحبؒ نے تین۳ سال صحرا میں گھومتے پھرتے گزارے۔

شاہ حبیبؒ نے مغل خواتین کی بڑی خاطر مدارات فرمائی اور شاہ صاحبؒ کا عقد "سیّدہ" سے کر دیا۔ "سیّدہ" نہایت باسلیقہ، گھر داری والی اور عادات کے اعتبار سے "سیّدہ" کہلانے کی پوری پوری مستحق تھیں۔ اسی لیے مریدانِ باصفا ان کو "تاج المخدّرات" (یعنی شریف عورتوں کی

www.drhasanrizvi.org

سردار) کے لقب سے پکارتے۔

بھٹ شاہ کی آبادی

شادی کے بعد شاہ عبداللطیفؒ نے کوٹری سے پانچ کوس دُور ایک پُر فضا غیر آباد جگہ کو اپنا مسکن بنایا، جس کو "بھٹ شاہ" کہتے ہیں۔ کیونکہ اس زمانے میں یہاں چند اونچے اونچے ٹیلے، جن کو سندھی زبان میں بِھٹ کہتے ہیں، پائے جاتے۔ مگر چند ہی دنوں میں یہ چھوٹی سی بستی، شاہ صاحب کے سبب مرجع خاص وعام بن گئی۔ بسیکڑوں مرید، سادھو، فقیر، سنیاسی شاہ صاحبؒ کی زیارت کے لیے آنے لگے۔ اسی دوران ۱۷۳۱ء میں شاہ حبیبؒ کا کوٹڑی میں انتقال ہو گیا۔ اُن کے بعد شاہ صاحب کے خاندان کے تمام افراد بھٹ شاہ میں آکر مقیم ہو گئے۔

شاہ صاحبؒ کا سفرِ زیارات اور سفرِ آخرت

ابھی بھٹ شاہ کو آباد ہوئے چند سال ہی گزرے تھے کہ شاہ صاحبؒ کو سیر و سیاحت اور زیارات مکہ و مدینہ، کربلا و نجف کا شوق پیدا ہوا۔ زیارات کے ارادے سے روانہ ہوئے مگر یہ مقصد پورا کیے بغیر لوٹ آئے اور بھٹ شاہ واپس آکر عبادتِ الٰہی اور ریاضاتِ صوفیانہ میں مشغول ہو گئے۔ غور و فکر کرنا اور تنہائی پسندی تو پہلے ہی طبیعت میں رچی بسی تھی، اب شعور کی پختگی اور شعر و سخن کی لگن نے مکمل گوشہ نشینی پر مجبور کر دیا۔ کئی کئی دن مراقبے میں رہتے۔ اس عالم میں غور و فکر، شعر و سخن اور عبادات کا سلسلہ جاری رہتا۔ ایک دفعہ تین دن مسلسل مراقبہ فرمایا اور اسی عالمِ فکر و نظر میں روح اپنے رب کی ملاقات کے لیے پرواز کر گئی۔ عام طور پر تاریخِ وفات ۱۴ صفر ۱۱۶۵ھ مطابق ۱۷۵۲ء بتائی جاتی ہے۔

غلام شاہ کلہوڑا نے اپنے والد نور محمد کلہوڑا کے حکم پر ایک نہایت خوبصورت مقبرہ بنوایا جو سندھی فنِ تعمیر کا شاہکار ہے۔ مقبرے کے صدر دروازے پر قطع تاریخ کندہ ہے جو ٹھٹھے کے مشہور شاعر محمد پناہ رجا کا ہے۔

www.drhasanrizvi.org

زد نعرہ در فراق، دگر کرد سینہ چاک
شد محو در مراقبہ جسم لطیف پاک
۱۱۶۵ھ

(یعنی فراق کے عالم میں ایسا نعرۂ فریاد بلند کیا کہ سینہ تک چاک کر دیا۔ اس طرح لطیفؒ کا جسم پاک ہمیشہ کے لیے مراقبہ میں مصروف ہوگیا۔ یہاں مراقبہ سے مراد خدا کا نہایت قرب اور اس کے خاص انعامات کا مشاہدہ ہو سکتا ہے)

شاہ بھٹائیؒ کی خصوصیاتِ کلام

تمام ماہرین اس امر پر پُورا اتفاق رکھتے ہیں کہ شاہ صاحبؒ بلند پایہ خدارسیدہ بزرگ، عظیم شاعر، سادگی پسند، پاک طینت، سنجیدہ، فہمیدہ، بردبار، منکسر مزاج اور شریف النفس انسان تھے۔ انسانیت کی خدمت اور ہمدردی، جذبۂ ایثار، رواداری، وسیع الخیالی، درویشی، رحمدلی اور دلسوزی جیسی متعدد خوبیوں کے پیکر تھے۔ بقول شاعر:

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ترجمہ (جو تمام خوبیاں رکھنے والے الگ الگ رکھتے ہیں وہ
سب خوبیاں تیرے اندر جمع ہیں)

شاید اس کا سبب یہ تھا کہ شاہ صاحبؒ نے اپنی جوانی میں مظلوموں، دہقانوں، محنت کشوں، فقیروں، سادہ لوح انسانوں کو بہت ہی قریب سے دیکھا۔ اسی لیے ان میں تلاش حق کا بے پناہ جذبہ بیدار ہوا۔ انسان دوستی اور خداشناسی پیدا ہوئی۔ صوفیانہ مسلک اور شریعت کی پابندی کو شعار بنایا۔ انسانیت کا درد خداداد تھا، اُس کو خوب جلا ملی۔ اسی لیے ہر مذہب و مسلک کے لوگ آپ سے عقیدت رکھتے۔

شاہ صاحبؒ نے کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی، اسی لیے بعض صوفیا ان کو اویسی طریقہ سے منسلک سمجھتے تھے جس میں کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ضروری نہیں۔ اسی لیے انھوں نے رسمی طریقے پر کوئی صوفی مسلک قبول نہ فرمایا بلکہ اپنی باطنی بصیرت، وجدانی کیفیت، علمی عملی کاوشوں اور اور ذاتی تجربات سے ایک ہمہ گیر مسلکِ محبت کی بنا ڈالی جو ہر قسم کی فرقہ واریت، تعصب،

www.drhasanrizvi.org

تنگ نظری، نفرت اور محدودیت سے کہیں بالاتر ہے۔

شاہ صاحبؒ کا مسلک اور پیغام

شاہ صاحبؒ کے مسلک کا آئینہ تو خود ان کا کلام ہے:

(۱) ——— وہ روحانی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے مادّی اسباب کی نفی نہیں فرماتے مگر مادّی زندگی کو بذاتِ خود کوئی مقصد بھی نہیں قرار دیتے۔ مادی زندگی کو صرف اعلیٰ نصب العین کے حصول کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔

(۲) ——— شاہ صاحبؒ کم کھانے، کم سونے، کم بولنے، خود غرضی سے بچنے، دوسروں کی بھلائی، سادہ لباس، سادہ زندگی، خدا کی رضا پر راضی رہنے، ذکروفکرِ الٰہی اور انسانی خدمت اور محبت کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان مقاصد کے حصول کا ذریعہ عرفان اور اولیا، خدا سے محبّت اور ان کی پیروی کو قرار دیتے ہیں۔

(۳) ——— وہ ظاہری عبادت کو بھی ضروری سمجھتے ہیں مگر اس کو صرف ابتدا قرار دیتے ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ وہ باطنی بصیرت، علم و نظر اور اولیا، خدا کی محبت پر زور دیتے ہیں۔ اُن کے نزدیک اگر خدا کی معرفت اور محبت کا حقیقی جذبہ پیدا نہ ہو تو ظاہری عبادت سے خاص مفید نتائج برآمد نہیں ہوسکتے۔

بقول اقبال ؂

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب! میرا سجود بھی حجاب

(۴) ——— ان کے نزدیک زہدو پارسائی کا غرور سب سے بڑا عیب تھا۔ وہ تمام عیوب کو اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ اوّل تو مؤثر طور پر وہ عیوب قابلِ نفرت بن جاتے ہیں اور پھر ان سے پیچھا چھڑانے کا حل بھی سامنے آجاتا ہے۔

(۵) ——— رحمدلی ان کا طرّۂ امتیاز تھا۔ وہ انسان تو کیا پرندوں تک کو ستانا نہایت مذموم سمجھتے۔ کائنات کے ذرّہ ذرّہ کو محبوبِ حقیقی کی نشانیاں سمجھ کر اُن سے والہانہ محبّت اور اُن کو عزت کا مقام دیتے۔ اسی لیے شاہ صاحب کے کلام میں بے شمار ایسی چیزوں کا ذکر بھی ملتا ہے، جن کو دوسرے شعراء قابلِ توجہ تک نہیں سمجھتے۔

(۶) ——— شاہ صاحبؒ نے جن عشقیہ داستانوں کو نظم کیا ہے اُن سے سندھ کی سماجی زندگی

www.drhasanrizvi.org

بہت نمایاں طور پر سامنے آتی ہے۔ مثلاً سسّی پنّوں کی کہانی میں سندھ اور بلوچستان کے تعلقات، تیز رفتار اونٹوں کا سفر، اور ان کی منزلیں، اونٹوں کی سجاوٹ اور ساربانوں کی شان بان، تجارتی ساز و سامان، یہاں کے لوگوں کی خصوصیات اور محبت بڑے ہی مؤثر انداز سے آنکھوں میں پھر جاتی ہیں جس سے وطن اور وطن کے لوگوں سے حقیقی محبت پیدا ہوتی ہے۔ نوری اور جام تماچی کی داستانوں میں حکمرانوں کی شان و شوکت اور دوسرے غریب عوام اور ماہی گیروں کی پسماندہ اور مظلوم زندگی کی ہزاروں تصویریں سامنے آجاتی ہیں جس سے انسانی ہمدردی محبت اور مظلوموں کے لیے دل میں سوز و گداز پیدا ہوتا ہے۔ ظالم سے نفرت بیدار ہوتی ہے۔ عمر ماروی کے قصّے میں حکمرانوں کی عیاشیاں، ماروی کی قربانیاں، شرافت عفت اور ملیر کے سبزہ زاروں میں بسنے والے ماردوں کی رنگا رنگ زندگی اور عمر کوٹ کے شاہی قلعے کا جبر اور سماجی حالات اور وطن دوستی کے بے پناہ جذبات اجاگر ہوتے ہیں۔ شاہ صاحبؒ نے سندھ کے سماجی حالات کو اپنے مشاہدات کے بل پر بیان فرمایا ہے۔ کچھ مواد سابق داستانوں سے بھی لیا ہے۔ سندھ کا حسن اور محبت ان کے کلام میں رواں دواں دکھائی دیتی ہے۔

(۷) مذہبی اعتبار سے شاہ صاحبؒ کا پیغام اعلیٰ اخلاقی قدروں کا سرچشمہ ہے۔ اور وہ پوری انسانیت کی محبت اور اخوت کے مبلغ ہیں۔ اُن کے نزدیک اصل مذہب آدمی کا احترام کرنا ہے۔ اسی لیے شاہ صاحبؒ آفاقی نظامِ حیات کے داعی ہیں۔ ان کا پیغام کسی خاص زمین یا خطّے تک محدود نہیں۔ ڈاکٹر سورلے نے صحیح طور پر اُن کے پیغام کی ترجمانی کی ہے:

"He is the real jewel of the Kalhora age. He has written poetry that deserves a wider public than it has yet attracted. His life is a epitome of the age in which he lived and of the rural circumstances of the people amongst whom he dwelt. The fact that since his poetry was composed, it has retained its universal appeal, proves that the spontaneity of his message lies deep in the hearts of all classes of Sind."

www.drhasanrizvi.org

شاہ صاحب کی فکری ارتقا کا پس منظر اور اُن کے پیغام کا مقام

شاہ صاحبؒ نے ایک صوفی گھرانے میں آنکھ کھولی گوشہ نشینی کے ساتھ ساتھ اولیاء اور عرفاء چلتے پھرتے سفر کرتے سالکوں (جو اللہ کی راہ میں آگے بڑھنا چاہتے ہیں) کی صحبت اختیار کی، حال وقال، شعر و نغمہ کی محفلوں سے لطف اندوز ہوئے۔ جنگل، صحرا، وادیوں، بستیوں کے لوگوں اور صحیفۂ قدرت کا عمیق مطالعہ فرمایا۔ شاعرانہ حسیاتی عمل ان کا محرک بنا۔ نوجوانی کے ناکام عشق نے ان میں احساسِ محرومی، ایذا پسندی سے نفرت، روحانی ماورائیت، پراسرار تلاش، اور بلا کا تجسس پیدا کیا۔ پھر عشق کی کامیابی نے ان کے آخری چالیس سالوں کو پرکیف اور متوازن بنا دیا۔ مگر شروع کے تلخ تجربات نے ان کے کلام کو حقیقی سوز و گداز اور صوفیانہ عرفان کی معراج عطا کی۔ نبیؐ اور آلِ نبیؐ کی والہانہ محبت نے ان کے کلام میں بے پناہ پاکیزگی اور لطافت پیدا کی۔

ماہرین کے نزدیک تصوف ہر مذہب کا خام مواد (Raw Material). ہے اور اسی خام مواد کا سراغ تمام الہامی کتابوں میں ملتا ہے۔ شاہ صاحبؒ نے اسی عرفان و تصوف کی وہ ترجمانی فرمائی کہ تمام ماہرین نے اس پر اتفاق کیا کہ عرفان و تصوف شاہ صاحبؒ کے لیے باعثِ فخر نہیں بلکہ شاہؒ کا کلام خود تصوف کے لیے باعث فخر ہے اور یہ کہ شاہ کا کلام اسلامی تصوف کا بہترین ترجمان ہے بلکہ اُس کو حقیقی اسلامی تعلیمات کا ایک بہترین مرقع قرار دیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

شاہ صاحب کے نزدیک زندگی اور موت شعور اور لاشعور کے ملتے جلتے دو علیحدہ نفسی وجود ہیں۔ شعوری زندگی ماحول کی دشواریوں سے گھبراتی ہے۔ اس لیے اس کی سعی و کوشش بالعموم نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر اپنے وجود کو مطلوبِ حقیقی یعنی خدا اور اس کے اولیاء کی محبت اور اطاعت میں جذب کر دیا جائے تو زندگی کی دشواریوں کا مطلقاً احساس نہیں ہوتا۔ اسی لیے ضروری ہے کہ دل میں ایسی حقیقی طلبِ حق پیدا کی جائے جو روح تک کو متحرک بنا دے۔ جس کی پیاس 'عرفان' ہی سے بجھ سکتی ہے۔ عرفان ابتدا میں تلاشِ حق ہی کا نام ہے۔ اور اِس تلاش میں جو 'انتظار' لگن اور اضطراب ہوتا ہے' وہ اس مسرت سے کسی طرح کم ولولہ انگیز نہیں ہوتا جو عرفان کے حاصل ہونے پر میسر آتی ہے۔ اسی لیے ڈاکٹر گربخشانی نے شاہ لطیفؒ

www.drhasanrizvi.org

کی تمثیلی شاعری کو اسرارِ الٰہی اور روحانی سرور کا سرچشمہ قرار دیا ہے۔ خود شاہ صاحبؒ نے بھی یہی فرمایا ہے ؎

مرے ابیاتِ پُر معنیٰ کی کیا بات
شگفتہ صورتِ آیاتِ قرآں
دلِ انساں پہ کھُلتے جارہے ہیں
رموزِ معرفت، اسرارِ عرفاں

ڈاکٹر سورلے کے نزدیک" رومی، جامی، اور حافظ وغیرہ نے جو کچھ کہا تھا شاہ صاحب نے اس کو کہیں زیادہ بہتر، آسان، عام فہم اور واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔

"No might is here of Rumi's verse
No Jami's soul-wrapt music swings.
No high-tuned note of Hafiz's wit,
Within your humble minstrel song,
And yet ! strange paradox it be
That not less searching is the calm,
The simple music of his lays,
Than wise deep utterance of Islam."

اب صرف یہ دعا کر سکتا ہوں کہ خدا ہماری اس کوشش کو بے نتیجہ قرار نہ دے۔ اپنی رحمتِ بے پایاں کے سبب، بحقِ محمدؐ و آلِ محمدؐ اس عمل کو ایسا عملِ صالح قرار دے کہ جس کے ذریعہ وہ ہم سے راضی ہوجائے کیونکہ خود اُس کا وعدہ ہے کہ:

"اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ بھی تمھاری مدد فرمائے گا۔"

کاش خدا اپنے اولیاءِ کرامؒ کے صدقے میں اِس کام کو بھی اِس آیت کا کسی نہ کسی درجے

www.drhasanrizvi.org

میں مصداق قرار دے، صرف اپنی رحمت فضل وکرم کے سبب، ورنہ یہ عمل ہرگز اِس درجے کا نہیں۔ آمین ثم آمین ؎

" شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا "

یعنی: کیا عجب کہ بادشاہ ہم جیسے فقیروں پر مہربانی فرمائیں۔

آخر میں، میں اپنے محترم بزرگ حاجی علی اکبر پیرابراہیم مدظلہٗ کا تہِ دل سے شکرگزار ہوں کہ انھوں نے مجھے دین و ایمان کی ایسی نایاب خدمت کا موقع دیا۔ خدا اُن کو دنیا اور آخرت میں اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

ڈاکٹر محمد حسن رضوی

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

حمدِ باری تعالیٰ

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

حمدِ باری تعالیٰ

تیری ہی ذات اوّل و آخر　　تُو ہی قائم ہے اور تُو ہی قدیم
تجھ سے وابستہ ہے ہر تمنّا　　تیرا ہی آسرا ہے ربِ کریم
کم ہے جتنی کریں تیری توصیف　　تو ہی اعلیٰ ہے اور تو ہی علیم
والیٔ شش جہات، واحد ذات
رازقِ کائنات، ربِ رحیم

مکمّل فیض ہے اُس کا تو سب پر
مگر ہوتی رہی مجھ سے بُرائی

ابتدا ہے نہ انتہا کوئی　　کیا لگائے ترا پتہ کوئی
بے شریک و عدیل، بے ہمتا　　تجھ سا پایا نہ دُوسرا کوئی

حمد کروں میں رب کی　　جس کی نرالی شان
شُکر بجا لاؤں میں کیسے　　اُس کے کئی اِحسان
ظاہر باطن جانے وہ جو　　تجھ سے پائے گیان
جس سے پریتم پیت بڑھائے　　وہ پائے عِرفان
اُس کے در پر دل کو جھکاؤ　　دین یہی اِیمان
جو بھی اُس کی پریت میں جاگیں　　پائیں نرالی شان
یاد کرو تو یاد کرے وہ　　فرمائے قرآن
حمد "لطیفؔ" کرو جو رب کی
دل میں اَمن اَمان

www.drhasanrizvi.org

میرے نینوں کے اے ساجن　　نین تیرے سجود
وہ ہی بھید بقا کا پائیں　　ہو گئے جو نابود
وہ ہی پہنچے در پر تیرے　　بھولے جو اپنا وجود
کرم ہو تیرا گمراہوں پر
آن کریں وہ سجود

مانگوں تیری امان
تو ہی گھاٹ کنارا

مجھ بے گن میں گن نہ کوئی　　بے حد ہیں عصیان
تو ہی آ کر راہ دکھا دے　　جاہل سب انسان
تو ہی سن فریاد ہماری　　سائیں رے او سبحان
نیا ڈوبے بیچ بھنور میں　　رحمت کر رحمان
منگتا مانگے بھیک تجھی سے
دیکھ تو اپنی شان

بیچ بھنور تو گھاٹ نہ کوئی　　تو ہی پار اتار
بپھری موجیں بھنور چنگھاڑیں　　لہر لہر منجدھار
کوئی سنگی اور نہ ساتھی　　موہنی اور منجدھار
تن تنہا ہوں بیچ بھنور میں　　تو ہی پار اتار
بپھری موجوں کے ہیں تھپیڑے　　اللہ تو ہی سہار
موجیں چیر کے پہنچوں گی میں
پاس سجن میں پار

میں ہوں اندھا روزِ ازل سے　　تو ہی راہ سجھائے
ساجن یاد رکھیں گے کیسے　　جب تو ہی اسے بسرائے

www.drhasanrizvi.org

تیرا ربِ کریم سے ناطہ
پھر کیا غرور دِکھائے

حمد کروں میں پی کی لیکن	اُس کا اَنت نہ کوئے
جس کو بھی اُس پی نے چُھوا ہے	تڑپے ہر پَل روئے
ایسا سُندر ایسا نِرمل	اور پیا نہ ہوئے
بات کروں تو من مُسکائے
سُنوں تو گدُگدُ ہوئے

یاد سجن کی من میں گونجے	جیسے سُہانا گیت
تُو ہو میرے پاس جو پریتم	ھار بھی میری جیت
پریتم درد ہے، پریتم دَرماں
یہی ہے پریت کی ریت

تھک کر بیٹھ گئے جو رہ میں	اُن کا ساتھ نبھاتا ہے
جو ہیں عُریاں اُن کے ساجن	سارے عیب چُھپاتا ہے

جن کا تُو ہے سہارا
وہ ہی پائیں کنارا

تندرستی کیا مانگے ہے	تیری رُوح عَلیل
اندر باہر ایک ہے سائیں	یکتا ربِ جَلیل
صُورت تو مومن کی تیری	قلب ہے تیرا عَلیل
وصل اگر مولیٰ کا چاہے
دوئی چھوڑ دَلیل

www.drhasanrizvi.org

ڈھانپ لے اُس کے عیب او سائیں　　سرتا پا جو قصُور
پاپ بھی میرے دھو دے سارے　　سُن لے عرض حضُور
ساجن پر منڈلائیں نیناں
ساجن بن بے نوُر

مالک خالق! حُسن یہ تیرا　　صدا ہے کُن فیکُون
جھوٹے جگ میں جیون ہے تو　　رین بسیرا جُوں
الف سہارا، احمدؐ پی کی
میں تو لونڈی ہُوں

اُس کے در سے منہ نہ پھیر　　کام پُورے ہوں سبھی
ہیرے موتی سب ہیں اُس کے　　سائیں داتا ہے سخی
دل کی تمنائیں سب تیری　　پوری ہوں گی یہاں سبھی

اُس کا تو، وہ تیرا بھید　　بات یہی ہے راز کی
سَر بھی مانگے عشق ہیں　　دے ملن کا بھید بھی
سُن کر کہتا ہے لطیفؔ
دین ہے سب یار کی

www.drhasanrizvi.org

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعتِ رسولؐ

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

نعتِ رسولؐ

اگر اللہ پر رکھتے ہو ایماں
رسولِ اللہؐ سے بھی لَو لگاؤ
سمائے جس میں اِن دونوں کا سودا
کسی در پر نہ اُس سر کو جھکاؤ

جنھوں نے دل سے اُس یکتا کو مانا
محمدؐ کو بصد اخلاص جانا
نہ گمراہی کا اِن کو کوئی خطرہ
نہ اِن سے دُور ہے اُن کا ٹھکانا

وہ فوق البشر رہنما مل گیا ہے
وسیلے سے جس کے خدا مل گیا ہے
مسیحائے ہر دوسرا مل گیا ہے
مجھے اپنا درد آشنا مل گیا ہے

مرا مقصدِ زیست جس کی طلب تھی
وہ سرتاج مہر و وفا مل گیا ہے
مرے دیدہ و دل میں ہے جس کا پرتو
وہ خورشیدِ صدق و صفا مل گیا ہے

مسافت دُور کی ہے کیسے آؤں
شکستہ پا مغنّی ہوں تمھارا
یہیں تم بھیج دو دینا ہے جو کچھ
کہ تم ہو بے سہاروں کا سہارا

اپنے وابستگانِ دامن کو
موج و طوفاں سے پار اُتارے گا
عرصۂ حشر میں رفیقوں کو
اب وہ خیر البشرؐ پکارے گا

اگر ہو تیری رحمت کا اشارا
تو قعرِ آب بن جائے کنارا
ترے قربان اے شاہِ مدینہ
مجھے درکار ہے تیرا سہارا
اثر رکھتی ہے کچھ تو اُس کی آواز
محبت سے تجھے جس نے پکارا

www.drhasanrizvi.org

مجھے عِصیاں پہ ہے بے حد ندامت
بھُلا دینا نہ تُو مجھ کو خدارا

اگر ہے عاشقِ شہرِ مدینہ　　تو اے سائل وہاں اِس طرح جانا
بفرطِ شوق اپنے چشم و دل کو　　غبارِ منزلِ جاناں بنانا
نظر آئے تجھے جب نُورِ احمدؐ
تو اُس کو اپنی رگ رگ میں سمانا

مِری لغزش بنے اُس کی نوازش　　میں گر جاؤں تو وہ مجھ کو سنبھالے
اُسے ہونے نہ دے دُنیا میں رُسوا　　جِسے وہ اپنے دامن میں چھُپالے

منگتوں کو تُو کبھی نہ بھُولے　　بھُولیں ہم نادان
تُو ہی رہبر روزِ محشر　　میں منگتا نادان
روزِ محشر تان لی کملی　　سب کو ملی امان
کہے "لطیفؒ" کہ اُس دن سائیں
لاج رکھے سُلطان

غیب کی باتیں تجھ پر ظاہر، رحم سراپا تیری ذات
مجھ میں عیب ہزاروں، لیکن تیرے کرم سے کب انکار
دل ہو شگفتہ مثلِ گُل، تر آنکھوں کی اُمید بر آئے
"سیّدؒ" کو ہو جائے میسّر کاش مدینے کا دیدار

کوئی ویسا نہیں ہوا اب تک　　سارے نبیوں کا پیشوا ہے وہ
لقب اُس کا ہے ہادیٔ برحق
سَر بسَر رحمتِ خدا ہے وہ

---

www.drhasanrizvi.org

وہ اُمیدوں کا بحرِ بے پایاں   نہیں محدود چند دھاروں تک
جیسے گنگا ندی کی موجیں ہیں   دُور اُفتادہ کوہساروں تک

عشق کا مرض یہ مول لیا ہے   کارن تیرے طبیب
پاپ کے بندھن میں جکڑا ہوں   بندھن کھول حبیب
الا شاہ لطیفؒ کہے ہے
آجا یار قریب

فیل نے سجدہ جسے کیا تھا   مُطّلبؐ وہ سردار
آپؐ وجود میں آئے جس دم   کانپ اُٹھے کفّار
احمدؐ پر ہے رحمت کیا کیا   کرم کی حد نہ شُمار
عرشِ بریں پر قدم دھرا تھا   سنگ تھا ساجن یار
رِم جھم رحمت برسن لاگی
کرم ہوا دِلدار

ساجن اِک دن آئے گا   سنگ اپنے لے جائے گا
مجھ اندھی کا ہاتھ پکڑ کر   سیدھی راہ دِکھائے گا
مجھ برہن کی کُٹیا میں وہ   ساجن آپؐ ہی آئے گا
سب کا کھیون ہار ہے احمدؐ   بیڑا پار لگائے گا
اندھیارے رستے میں احمدؐ   جگ مگ دیپ جلائے گا
آ کر آپ لطیفؒ کبھی وہؐ
بیڑا پار لگائے گا

احمدؐ پی تھے سنگ ہمارے   کُن فَیَکُون صدا
اندھیاری اس قبر میں میری   مشکل حل کر جا
وہاں پہنچ اے احمدؐ پیارے   رات نہ دن جس جا

www.drhasanrizvi.org

کہے لطیفؔ کہ تُو ہی احمدؐ
مئے طہُور پلا

راج پاٹ سب چھوڑ گئے ہیں　　کیا کیا راج دُلارے
موت مقدّر سب جانوں کا　　سمجھو یار اِشارے
احمدؐ ہی ہے شافی اُن کا　　یہاں جو ہیں دُھتکارے
کہے لطیفؔ کہ مجھ پاپی کو
ڈھانپ لے احمدؐ پیارے

کھیل کھیل میں عُمر بِتائی　　جیون گیا میں ھار
میں تو تھک کر ہار گیا ہوں　　تُو جانے ستّار
سب سَر خم ہیں تیرے آگے　　کِس کو ہے اِنکار
میرے دل میں بَسی ہوئی ہے
یادِ مدینہ یار

اپنے اُونٹ کی باگیں موڑ　　آجا لَوٹ خدا را
اسم محمّدؐ دُور کرے گا　　آگے کا اندھیارا
رحم ہے اُس کا ہر پاپی پر　　سب کو پار اُتارا
کہے لطیفؔ وہ ڈھارس اُن کی
جن کا مَن دُکھیارا

تیرے دامن کا ہو سایہ　　سب ہوں دُور بَلائیں
کرم تِرا گر ہو جائے تو　　ساجن سے مِل جائیں
کہے لطیفؔ کبھی مولاؐ نے
سُن لی آج دعائیں

---

www.drhasanrizvi.org

عالم پیر فقیر سبھی سب　　ڈگر ڈگر بھٹکیں گے
مان کے حکم خدا کا آخر　　یہاں سے لاد چلیں گے
کلمہ کی آواز میں تیری　　میّت دفن کریں گے
مشکل موت کی آن پڑے گی　　مُرسلؐ آپ آئیں گے
یارو شاہ لطیفؔ کہے یہ
فاضل فضل کریں گے

مری فکرِ جواں اب جلوہ گر ہے　　نیا اِک عالمِ ناآفریدہ
انوکھی ایک شامِ ناشگفتہ　　نرالی ایک صُبحِ نَو دمیدہ
وہ دُنیا جس کی پیشانی پہ تحریر　　محمدؐ کا پیامِ برگزیدہ
وہ دُنیا جس کی روحِ آفرینش　　مساوات و اخوت کا عقیدہ
وہ دُنیا جس کے مردانِ حق آگاہ　　مئے توحید کے لذت چشیدہ
وہ انساں علم و عرفاں میں جو یکتا　　وہ آدم آدمیت میں جو چیدہ
محمدؐ ہیں اُسی دنیا کے بانی　　یہ ہے دُنیائے اقدارِ جدیدہ
اِسی دُنیا میں تو آ کر رہے ہیں　　خدا کے بندگانِ برگزیدہ
زباں پر کس کا یا رب نام آیا　　یکایک ہو گیا دل آبدیدہ
محمدؐ حاملِ وحیِ الٰہی　　محمدؐ حاصلِ فکر و عقیدہ
جو ممدوحِ خدائے دو جہاں ہو　　لکھوں تعریف میں اُس کی قصیدہ!
خموش اے میرے نُطقِ نامرتب
خجل اے میری فکرِ نارسیدہ

جمالِ مصطفےٰؐ میرا عقیدہ　　شنیدہ ہے یہاں مانندِ دیدہ
تصوّر اُس کی عظمت کا ہو کیونکر؟　　تصوّر خود ہو جس کا آفریدہ
نظامِ فکر ہو یا نظمِ اخلاق　　اُسی صانع کے سب نقشِ کشیدہ
مثالی جس کا کردارِ گرامی　　نمونہ جس کے اوصافِ حمیدہ
وہ جس کی شانِ وحدت شانِ توحید　　وہ جس کا ہر نفس روحِ عقیدہ

www.drhasanrizvi.org

وہ جس کے دامنِ الطاف میں ہے　　ابھی تک روحِ انساں آرمیدہ
محمدؐ کا مقامِ ذات جانے　　محمدؐ کا خدائے بُرگزیدہ
شریک اُس کے مراتب میں نہیں ہے　　کوئی مخلوق کوئی آفریدہ
میں اُس مولیٰ کا عبدِ آستاں گیر　　میں اُس آقا کا صیدِ نارَمیدہ

فقط اظہارِ عجز معرفت ہے
"لطیفؔ" اُس کی ثنا میں ہر قصیدہ

www.drhasanrizvi.org

ذکرِ حُسینؑ علیہ السلام

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

ذکرِ حسینؑ

یہ صحرا اور گرمی دوپہر کی
یہ بے تابی مِرے قلب و جگر کی

کبھی تو سیر ہوائے چشم حیراں عبث ہیں زندگی کے سازوساماں
کہاں ہے نورِ چشم و راحتِ دل کہاں ہے عشرتِ روحِ پریشاں
دلِ برباد کو کیا راس آئیں
اُمیدیں آرزوئیں اور اَرماں

تلاشِ جاوداں ، سعیٔ مسلسل تجھے شاید رہِ منزل دِکھائے
کہاں کی دُھوپ کیسی چھاؤں اُس کو ہجومِ غم میں بھی جو مُسکرائے
تجھے روکے نہ پھر کوہِ گراں بھی
دیارِ دوست جب تجھ کو بُلائے

اب اِس جھنجھورے ویرانہ بہتر گلوں سے سبزۂ بے گانہ بہتر
ہر اِک نظارۂ باطل سے مجھکو
سرورِ جلوۂ جانانہ بہتر

اُسے کیا کام فکرِ ماسوا سے
جسے وہ جانِ جاں اپنا بنالے

www.drhasanrizvi.org

نہ سمومِ دشت کا شکوہ نہ غُبارِ راہ کا ہے گِلہ
یہ مہک فضا کی بتا رہی ہے یہیں کہیں ہے وہ قافلہ
مرے رہنما، مرے رہنما
ترا نقشِ پا مجھے مل گیا
جو سُنا تھا صبحِ اَلست میں وہ پیام ہے مرا راحلہ
کہ فضائے دشت و جبل میں بھی ہے وہ جذب و شوق کا سلسلہ
مرے رہنما، مرے رہنما
ترا نقشِ پا مجھے مل گیا

ہوئی رُخصت کِسی کا نام لے کر　　اُمیدِ زیست، قلبِ ناتواں سے
اُٹھا ہر سَمت آہوں کا دھواں سا　　جَلے دشت وجَبل سوزِ نہاں سے

وہیں لے چل مجھے اے وحشتِ دل　　جہاں وہ زندگی کا آسرا ہے
وہیں ہے سجدہ گاہِ دیدہ و دل　　جہاں اُس باوفا کا نقشِ پا ہے
صبا رفتار ناقوں کا تعاقب
دلِ حسرت زدہ کا مدّعا ہے

احمدؐ کا وہ پیارا　　کربل آپ چلا ہے
کربل آپ چلا ہے　　یاں سے لاد چلا ہے
ہائے، سب کو چھوڑ چلا ہے
چاند اور سُورج ڈوب چلے ہیں　　ھَر سُو ہے اندھیارا
تاریکی ہی تاریکی ہے　　سُورج چاند نہ تارا

تنہا سب ہے سہنا　　رَن یہ کیسا پڑا ہے
ہائے تنہا سب ہے سہنا
اے کبوتر تُو جا کر میرے　　نانا سے سب کہنا

www.drhasanrizvi.org

بیریوں بیچ ہوں پیاسا برکھا! برس کے رہنا

مشکل کو آسان کریں گے سیّد وہ سردار
سجدے میں ساجن سے سائیں منّت آپ کریں گے
بخشیں گے سب گُنہ ہمارے ہم سب مان کریں گے
احمدؐ اپنی امّت خاطر
کیا کیا جتن کریں گے

جیسے جیسے دُنیا مارے پریتم آئے قریب
زخم سجا کر عاشق جائے تیرے دوار حبیب

نوحہ

منظوم ترجمہ :۔ رئیس امروہوی

محرّم آگیا اُمّت کے شہزادے نہیں آئے

یہی تقدیرِ یزداں تھی یہی سرِّ مشیّت تھا مدینے اور مکّے میں بپا شورِ قیامت تھا
یہی فدیہ برائے بخششِ افرادِ ملّت تھا شہادت کربلا والوں کی کیا تھی؟ رمزِ قدرت تھا

محرّم آگیا اُمّت کے شہزادے نہیں آئے

مدینے سے گئے وہ کربلا کی قتل گاہوں میں وہ خونیں قتل گاہیں آج تک فریاد کرتی ہیں
حسینی قافلہ، صحرا کی جن راہوں سے گزرا تھا وہ راہیں آج بھی اُس قافلے کو یاد کرتی ہیں
وہ منظر پھر کہاں اہلِ مدینہ کو نظر آیا مدینے کا مسافر، کب مدینے لوٹ کر آیا؟

محرّم آگیا اُمّت کے شہزادے نہیں آئے

مجھے اے رنگ ریز اُٹھ اور لباسِ ماتمی پہنا کہ ملبوسِ سیہ اک آئینہ ہے جذبۂ غم کا
سیہ ملبوس پہنا دے کہ ماتم دارِ مولا ہوں نشاں ہے یہ شہیدانِ وفا کے رنج و ماتم کا

محرّم آگیا اُمّت کے شہزادے نہیں آئے

شہادت کیا ہے، اِک ورثہ محمدؐ کے گھرانے کا کوئی شِکوہ نہ مولا کو تھا اَعدا کے ستانے کا
شہادت اُن کو وجہِ ناز، وہ نازِ شہادت تھے نیا عنوان تھے وہ حق و باطل کے فسانے کا

www.drhasanrizvi.org

شہیدِ عشق ہی واقف ہے اسرارِ شہادت سے　　وگرنہ کس کو آتا ہے سلیقہ سر کٹانے کا
محرم آگیا اُمّت کے شہزادے نہیں آئے

ہوئی جب رُخصت اہلِ حرم شہرِ مدینہ سے　　فلک پر تیرگی، ماحول پر حسرت برستی تھی
رسولؐ اللہ کے روضے میں تھا ماتم کا ہنگامہ　　سکوں کے واسطے خود فطرتِ عالم ترستی تھی
محرم آگیا اُمّت کے شہزادے نہیں آئے

نوحہ

فریاد یہ ہر سُو تھی کہ اے وائے مدینہ　　اِس شہر سے رُخصت ہوئے مولائے مدینہ
افسوس یہ بستی ہوئی سادات سے خالی　　کس واسطے ویراں نہ ہو دُنیائے مدینہ
شبّیرؑ ہوئے گام زنِ راہِ شہادت　　تکبیر بہ لب، دل میں تمنّائے مدینہ
محرم آگیا اُمّت کے شہزادے نہیں آئے

چلے شعبان میں مقتل کی جانب کربلا والے　　مُسلح تھے نرالی شان سے صبر و رضا والے
اُنھیں خود ناز تھا اپنی شرافت پر شجاعت پر　　یہی تھے مصطفےٰؐ والے یہی تھے مرتضیٰؑ والے

خیامِ اہلِ بیتِ مصطفیٰؐ تھے خاک کے اُوپر　　اُدھر اِک حشر سا تھا گنبدِ افلاک کے اُوپر
حسینیؑ فوج کتنی مختصر اس کے مقابل میں　　مگر دہشت تھی اُس کی لشکرِ ناپاک کے اُوپر

مصائب تھے مگر حضرتؑ نے ماتھے پر نہ بل ڈالا　　شجاعت سے نظامِ زندگی یکسر بدل ڈالا
شکستِ ظاہری فتحِ مبینِ عشق ہوتی ہے　　حسینیؑ عزم نے باطل کی قوّت کو کچل ڈالا

شہیدانِ وفا جب گھر گئے باطل کے نرغے میں　　تو دشتِ جنگ میں یہ قول تھا انصارِ حضرتؑ کا
لیا کرتا ہے محبوبِ حقیقی امتحاں یوں ہی　　ہمیشہ اولیاء اللہ کے صبر و اطاعت کا

جب سبطِ پیمبرؐ قتل ہوئے تھا شورِ قیامت واویلا　　اے کشتۂ حسرت واویلا، اے فدیۂ اُمّت واویلا

www.drhasanrizvi.org

سادات نے اپنی جاں دے کر تکمیل کی عہدِ اوّل کی — خود لوحِ ازل پر لکھی تھی، مولا کی شہادت واویلا
اس حادثۂ غمناک پہ تھے خود جن و ملک بھی گریہ کناں — جن کیا کہ پیمبرؐ روتے تھے، اللہ ری مصیبت واویلا
محرم آگیا اُمت کے شہزادے نہیں آئے

جہادِ کربلا کو بھول سکتا ہی نہیں کوئی — جہادِ کربلا کیا؟ کارنامہ عشق و عرفاں کا
زمانے میں ہزاروں معرکے برپا ہوئے اب تک — مگر یہ معرکہ اِک نقش تھا تقدیرِ یزداں کا
اُدھر تھے شہسوارانِ مدینہ پُشتِ مرکب پر — اِدھر انبوہ تھا اُن کے مقابل ظلم و عصیاں کا
رَجَز نعرے تلاطم کشمکش نیزہ زنی حملے
یہ کیا تھا؟ امتحانِ عشق تھا کچھ اہلِ ایماں کا

فقط اِک تشنہ لب کے واسطے اعدا کے لشکر سے — وہ پیہم تیر کی بارش، وہ تلواروں کی جھنکاریں
وہ جذبہ اللہ اللہ، کربلا والوں کا وہ جذبہ — تنِ زخمی سے اُن کے خون کی بہتی ہوئی دھاریں
سپاہِ مختصر کے واسطے وہ شام کے لشکر
گلوئے خشکِ مولاؑ کے لیے وہ تیز تلواریں

وہ دشتِ جنگ تھرّایا وہ قرنا کی صدا گونجی — اِسی صورت بہادر جنگ میں جیتے ہیں مرتے ہیں
جو ایسے معرکوں میں شہسواروں پر گزرتی ہے — جری رہوار خود بھی معرکوں میں کر گزرتے ہیں

اگرچہ کوئی انصار و اعزا میں نہ تھا باقی — حسین ابنِ علیؑ میداں میں آئے یا علیؑ کہہ کر
فضائے کربلا پر اِک سکوتِ یاس طاری تھا — مگر خیموں سے رونے کی صدا آتی تھی رہ رہ کر

اِدھر سیدانیاں بچوں کو اذنِ جنگ دیتی تھیں
کہ دیکھو موت کے میدانِ خونی میں نہ گھبرانا
اُدھر دشمن کی مستورات خود دشمن سے کہتی تھیں
کہ تم رن کے بھگوڑے ہو تمھیں لازم تھا مر جانا

---

www.drhasanrizvi.org

نوحہ

وہ حسینؑ اور وہ اِن کا صبرِ جلی　　یا علیؑ　یا علیؑ　یا علیؑ　یا علیؑ
جس پہ نوحہ کناں سارے اہلِ جہاں　　وہ ولی　وہ ولی　وہ ولی　وہ ولی

یہ کیسی شبنم افشانی گماں ہے جن پہ اشکوں کا　　بہار ایسی کہ گلزارِ امامت کو نہ راس آئی
یزید! آلِ نبیؐ سے ختم کر دے کشمکش اپنی　　وگرنہ تیری قسمت ہے بروزِ حشر رُسوائی
نجانے کوفیانِ بے وفا کا حشر کیا ہوگا؟　　کہ ایسی بے وفائی اور بخشش کے تمنائی
شہیدِ کربلا کو خط لکھے کوفے میں بُلوایا
مگر جب آ گئے، تو بے کسوں سے رزم آرائی

کبوتر نامہ

وہ دشتِ بلا وہ غضب کا سماں　　وہ مظلوم کا لاشۂ خونچکاں
نہ ہمدم نہ حامی نہ یاور کوئی　　مگر اُڑ کے آیا۔ کبوتر کوئی
وہ سید کے لاشے سے رو کر اُڑا　　پر و بال خوں میں بھگو کر اُڑا
چلا جانبِ روضۂ مصطفٰےؐ　　وہی قاصدِ کشتۂ کربلا
پر و بال تھے خون میں تر بتر
کبوتر۔ شہیدوں کا پیغام بر
فرشتے جہاں مائلِ اعتکاف　　وہاں وہ کبوتر تھا محوِ طواف
نواسے کی دردآفریں موت کا　　کبوتر نے نانا کو پُرسا دیا
حسینؑ، اے خوشا نام نامی ترا
کبوتر تھا۔ پہلا پیامی ترا

www.drhasanrizvi.org

محرّم آگیا اُمّت کے شہزادے نہیں آئے

حسنؑ اُن کی مدد پر تھے نہ حیدرؑ جلوہ فرما تھے　　مقامِ امتحاں میں حضرتِ شبیرؑ تنہا تھے
حسنؑ ہوتے تو وہ بھی کربلا میں جان دیدیتے　　کہ یہ دونوں برادر عاشقانِ حق تعالیٰ تھے

وہ دشتِ کربلا، وہ مشہدِ مولاؑ کا نظارہ　　تنِ اقدس لہو میں غرق، اور دستار صد پارہ
سجودِ شکر سے لوحِ جبیں پر مُہرِ نورانی　　جراحت ہائے سینہ سے اُبلتا خون کا دھارا
صفائی فاطمہ زہراؑ نے کی تھی شہؑ کے مقتل کی
علی ابنِ ابیطالبؑ تھے خود میداں میں صف آرا

ہزاروں نیم جاں لاشیں پڑی تھیں اُس بیاباں میں　　لہو سے لال تھے دُلدُل کے سُم خونریز طوفاں میں
شفق آلودہ گردوں خون روتا تھا غریبوں پر　　زمیں کو زلزلہ سا تھا غمِ شاہِ شہیداں میں
حسینؑ ابنِ علیؑ نے عہد ایفا کردیا اپنا
وہ ظاہر ہوگیا مخفی تھا جو تقدیرِ یزداں میں

نوحہ

شہیدِ مقتلِ صبر و رضا کا ماتم ہے　　قتیلِ معرکۂ کربلا کا ماتم ہے
جسے ملا نہ تہِ تیغ بوند بھر پانی　　فغاں کہ آج اُسی بے نوا کا ماتم ہے
خدا کی راہ میں سب کچھ لُٹا دیا جس نے
خدا گواہ اُسی باخُدا کا ماتم ہے

محرّم آگیا اُمّت کے شہزادے نہیں آئے

عجب انداز سے میداں میں حُرؑ نام ور آئے　　یہ شوقِ سرفروشی تھا لیے ہاتھوں پہ سر آئے
کہا حُر نے کہ مولاؑ جانثاری کی تمنّا ہے　　یہی دل کا تقاضا ہے کہ رن میں کھینچ لایا ہے
وہ غازی سر بکف ہوکر گھُسا پھر فوجِ اعدا میں　　بالآخر حُر نے اپنی جان دیدی راہِ مولاؑ میں

www.drhasanrizvi.org

حسینؑ اللہ اکبر، اے حسینؑ اے کربلا والے
سبق لیں تجھ سے ایثار و شجاعت کا وفا والے
لگے تھے زخم جو سر پر، تری دستار پُرخوں تھی
تری ریشِ مبارک خون کے قطروں سے گلگوں تھی
دُرِ دنداں ترے گلنار کی صورت چمکتے تھے
خجل تھا بدرِ کامل۔ رُخ پہ وہ جلوے جھلکتے تھے

بروزِ حشر جب ایوانِ حق آراستہ ہوگا
محمدؐ مصطفےٰؐ کے ساتھ ہر اہلِ وفا ہوگا
حسین ابنِ علیؑ بھی رونقِ روزِ جزا ہوں گے
گنہ گارانِ اُمّت کا وہی تو آسرا ہوں گے
وہ قحطِ آب و دانہ، کربلا کے دشتِ غربت میں
وہ دس دن اور نو راتیں رہے کیسی مصیبت میں
انھیں کب موت کا کھٹکا تھا کب پروائے لشکر تھی
شہادت اُن کی قسمت تھی، اجل اُن کا مقدر تھی
ارے او کرگسِ خونخوار کیوں آنکھیں دکھاتا ہے
شہیدوں کی یہ لاشیں ہیں یہاں کیوں پھڑپھڑاتا ہے

جہاں میں تین طبقے شبّرؑ و شبیرؑ پر روئے
گھروں میں آدمی، دشت و جبل میں جانور روئے
فرشتے تھے فلک پر ماتمِ شاہِ شہیداں میں
گئے شہزادگانِ خُلد جنّت کے گلستاں میں
تہی ہیں جن کے سینے آپؑ کے دردِ شہادت سے
شفاعت کی نہ رکھیں وہ کوئی امید رحمت سے

نوحہ

اُٹھو، غم رسیدوں کا ماتم کرو
خدارا شہیدوں کا ماتم کرو
اُٹھو، فخرِ اُمّت کا ماتم کرو
قتیلِ صداقت کا ماتم کرو

بہاتے نہیں کس لیے اشکِ غم
نہیں آنکھ کیوں ماتمِ شہ میں نم
اُٹھو، تشنہ کاموں کا ماتم کرو
تم اپنے اماموں کا ماتم کرو

www.drhasanrizvi.org

سر بریدہ رہیں گے سارے یار
یہی روزِ ازل سے ہے اقرار

اِس قدر بھی وہ بے نیاز نہیں ہر نظر میں پیام ہوتا ہے
لبِ جاناں خموش رَہ کر بھی کِتنا شیریں کلام ہوتا ہے

تجھ کو جس کی بڑی تمنّا ہے آپ ہے وہ ترا تمنّائی
ذکر جس کا تری زباں پر ہے خود ترے ذکر کا ہے شیدائی

جسم اور رُوح کے تعلّق کو لازمی ہے قریب تر رہنا
کھیل سمجھو نہ عشق کو یارو شرط ہے صاحبِ نظر ہونا
سر بہ نیزہ ہیں رَہروانِ طلب
طالبِ دوست سوچ کر ہونا

ذائقہ شیوہ تحمّل کا خُوگرِ آہ و نالہ چکھ نہ سکا
متکبّر شِکست سے دوچار منکسِر فاتحِ ضمیر رہا

کیا اُنھیں اپنی جان کی پرواہ خود ہی معشوق جن کو اپنائے
کیا ڈریں گے وہ موج وطوفاں سے موج و طوفاں ہی جن کو راس آئے

سر کا نذرانہ اُس کو کیا دشوار جو فِدائے کمال ہوجائے
کوئی ایسی عطا ہو سائل پر جو عدیمُ المثال ہوجائے

تیرا مضراب، تارِ ساز پہ تھا رگِ گردن پہ چل رہی تھی چھُری
اے حسینی مگر تری فطرت مطمئن ہی رہی، چہ بُوالعجبی

www.drhasanrizvi.org

ملک مانگا نہ مال و زر مانگا
جانے کیوں تُو نے صرف سر مانگا

اُس کو اپنا بنا کے چین آیا
سر کی بازی لگا کے چین آیا

تجھ میں جب تک ہے ذوقِ خود بینی　　تیرا شوقِ نماز بے توقیر
بھول جا اپنے آپ کو پہلے　　زیب دے گی زباں کو پھر تکبیر

گر نہیں دل میں شوقِ وارفتہ　　تیرے کس کام کی جبیں سائی
کیا کسی نے کبھی شرر کے بغیر　　صرف پھونکوں سے آگ بھڑکائی

یہ شہیدانِ حُسنِ جلوہ یار　　طالبانِ تجلّیِ دیدار
عزم ہیں اِن حسینوں کے بلند　　واصلِ یار ہوں گے آخر کار
شادماں دشت دشت پھرتے ہیں
اِن کی نظروں میں ہے جمالِ نگار

جن کا مسلک ہی بے نیازی ہو　　اُن کو اپنے وجود سے کیا کام
نغمۂ غم سے آشنا کر دے　　تیرے کانوں کو بھی وہی پیغام

جن کو سمجھے ہیں زندگی جوگی　　وہ سراسر غمِ محبت ہے
سُن مری بات عازمِ مشرق　　درد ہی تیرے دِل کی راحت ہے

جو بلا نوش ہیں وہ کیا جانیں　　کیا مزہ دردِ تشنگی میں ہے
کون جانے کہ زیست کی معراج　　جاں سپاری و تن دہی میں ہے

---

www.drhasanrizvi.org

سہل اندیش کا یہاں کیا کام امتحانِ حیات ہے آگے
جرأتِ عزم کوہ پیمائی حدِ ناممکنات ہے آگے

خنجرِ "لا" کو آبدار تو کر اپنی حیوانیت پہ وار تو کر
ہر تمنائے زیست بے معنیٰ دوشِ ہستی سے کم یہ بار تو کر
راس آئے گا قولِ "سیّد" بھی
جرأتِ شوق استوار تو کر

دیکھ لیں گردشیں زمانے کی اب تمنا ہے تجھ کو پانے کی
اس طرح تیرے در پہ سجدہ کروں نوبت آئے نہ سر اٹھانے کی

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

عرفان

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

عرفان

فوقیت اُس کو دُوسروں پہ ملی
جس نے اُس قادرِ حقیقی کو
اپنی ہستی کو جس نے پہچانا
وَحدہٗ لاشریک گردانا

وحدہٗ لاشریک کا سودا
کاش وہ تشنگی ملے تجھ کو
فکرِ سُود وزیاں سے برتر ہے
جس کا اِنعام حوضِ کوثر ہے

کبھی وحدت کی تنہائی میں کثرت
مگر اِن سارے ہنگاموں کی تہ ہیں
کبھی کثرت کے ہنگاموں میں وَحدت
بس اِک محبوب ہے اوراُس کی صورت

خالقِ حُسنِ کائنات ہے خود
آپ ہی اپنا آئینہ ہے وہ
خود ہی اس کائنات کا محبوب
خود ہی طالب ہے اور خود مطلوب

وہ عیادت کو چل کے آتے ہیں
برسرِ دار ہو کے دیکھی ہیں
آگئی راس مجھ کو بیماری
میں نے اُن کی بھلائیاں ساری

دیکھیں چلتا ہے کون اَے یارو
اُنھیں جانا پڑے گا آخرکار
ہم کو سُولی نے پھر پُکارا ہے
جنھیں ساجن کا نام پیارا ہے

ہائے اُس ایک ہنس کی خاطر
اس کو اللہ پر بھروسہ ہے
گھات میں بیٹھے ہیں کئی صیّاد
جھیل میں اس کا دل ہے کتنا شاد

www.drhasanrizvi.org

پانی کی تہ میں ہیں کنول کی جڑیں　　اور بھونرے فلک پہ گاتے ہیں
دونوں کی پیاس بجھ نہیں سکتی　　پی کے بھی تشنگی سی پاتے ہیں
عشق کے راز ہیں انوکھے راز
کب کسی کی سمجھ میں آتے ہیں

جو بھٹکتا رہے کناروں پر　　کیوں نہ مخدوش اُس کی حالت ہو
خوفِ صیاد اپنے دل سے نکال　　طالبِ جادۂ حقیقت ہو
منتخب کرلے سبزہ زار ایسے　　جن میں ہر سمت حسنِ وحدت ہو
اب کوئی جھیل ایسی کرلے تلاش　　تیرا ایمان جس کی وسعت ہو
تجھ پہ کھل جائیں معرفت کے راز
قلب سرچشمۂ ہدایت ہو

میں روزِ آفرینش ہی سے پیارے　　سمجھتا ہوں محبت کے اشارے
بہ لطفِ خاص اِس عہدِ وفا میں　　مجھے بخشے گئے تیرے سہارے

نہ ہاؤ ہُو نہ یہ بزمِ جہاں تھی　　نہ کانوں میں صدائے کُن فکاں تھی
نہ جانے جرأتِ تخلیقِ آدم　　عدم کے بطن میں کب سے نہاں تھی
مگر اُس وقت بھی روحِ محبت　　کسی حسنِ ازل کی رازداں تھی
کوئی مانوس و معنی خیز صورت
نگاہِ محرمانہ میں عیاں تھی

سر بریدہ رہیں گے سارے یار
یہی روزِ ازل سے ہے اقرار

رموزِ مے فروشی ہیں نرالے　　کوئی سمجھا انھیں کوئی نہ سمجھا
خمارِ چشمِ جاناں کی قسم ہے　　یہ سودا سر کے بدلے بھی ہے سستا

www.drhasanrizvi.org

کہے "لطیفؔ" کہ تُو ہی تو ہے، یہ سارا جگ چھان لیا
ساجن کو پہچان لیا

اُس کے در پر جُھکی ہے جس کی جبیں　　اور در ہو گئے سب اُس پہ حرام
تُو بھی اُس کے حضور سر کو جُھکا　　دِل میں کب تک یہ آرزوئے سلام

اِس قدر بھی وہ بے نیاز نہیں　　ہر نظر میں پیام ہوتا ہے
لبِ جاناں خموش رہ کر بھی　　کِتنا شیریں کلام ہوتا ہے

تجھ کو جِس کی بڑی تمنّا ہے　　آپ ہے وہ ترا تمنّائی
ذِکر جِس کا تری زباں پر ہے　　خود ترے ذکر کا ہے شیدائی

میں نے صبحِ الست دیکھی تھی　　تابشِ جلوۂ رُخِ جاناں
چٹکیاں لے رہا ہے رگ رگ میں　　آج تک اُس کا دردِ بے درماں

خوف کیسا عتابِ جاناں ہے　　اُس کی نفرت میں بھی محبت ہے
مہرباں ہو کہ بدگماں ہو جائے　　جو تعلق ہے وہ غنیمت ہے

لکھے تھے میری قِسمت میں ازل سے　　یہ قید و بند یہ کاخِ اسیری
کہاں کُنجِ قفس میں پھڑپھڑانا　　کہاں اہلِ چمن کی ہم صفیری

ورقِ دل دریدۂ تقدیر　　خامۂ شوق، مانعِ تحریر
چشمِ پُرنم زبان پر مُہریں　　ہر ادا جُرم، ہر نفس تعزیر
کیا خبر تھی کہ اِس شبستاں میں
مَوت ہے خوابِ زیست کی تعبیر

www.drhasanrizvi.org

تیری رحمتوں سے چھپا نہیں، جو بُرا کیا کہ بھلا کیا
میرے رازداں میں بتاؤں کیا کہ شکست خوردہ نے کیا کیا

تیری ذات، تیری صفات کا میرے سر پہ دستِ کرم رہے
میری آرزو کی لگن رہے، میرے حوصلوں کا بھرم رہے

تیرا آسرا ہے وہ آسرا، جو ہے زندگی سے عزیز تر
تیری آرزو ہے وہ آرزو، جسے چاہتے ہیں دل و جگر

چارہ گر آ کے بیٹھے ہی تھے ابھی کہ وہ صورت بھی سامنے آئی
بازوؤں میں سکت ہوئی محسوس اور دل میں نئی توانائی
میرا دکھ درد ہوگیا سب دُور
میں نے دیدار سے شفا پائی

آپ زخمی کیا مرے دل کو آپ زخموں کا اندمال کیا
غم زدہ رُوح، ناتواں دل کو دولتِ قُرب سے بحال کیا

چارہ گر رایگاں ہے چارہ گری جا، بگڑنے دے میری حالت کو
درد جس نے عطا کیا ہے مجھے شاید آجائے وہ عیادت کو

چارہ سازوں میں رات دن رہنا ہائے یہ بے بسی، یہ بوالعجبی
ذلتِ اہلِ درد، چارۂ غم ننگِ اہلِ وفا، دوا طلبی

جب سے محبوب چارہ ساز ہوا ہو گیا دُور دل کا ہر آزار
وہی غم خوار بن کے آیا ہے ہم سمجھتے رہے جسے قہار

---

www.drhasanrizvi.org

اِن بلانوش مے پرستوں کو یہ نہ سمجھو شراب نے مارا
ہائے اُس کا کلامِ زہرہ گداز اِن کو جس کے خطاب نے مارا

دیکھے تو کوئی جوشِ تمنائے محبت پابندیٔ ساحل نہیں موجوں کو گوارا
اُن کے لیے پہنائیٔ دریا ہے بس اِک گام منظور ہے جن کو رُخِ جاناں کا نظارا

روکے گا اُنھیں کون رہِ عشق میں سیدؔ کیا ڈر اُنھیں غیروں کا جو ڈرتے ہیں خدا سے
راتوں کو جنھیں ملتی ہے دیدار کی دولت وہ پار اُتر جائیں گے فیضانِ دُعا سے

گھڑے کے ٹوٹنے کا غم نہیں ہے مجھے درکار ہے تیرا سہارا
اُسے روکا نہ گردابِ بلا نے تِری رحمت نے جس کو پار اُتارا

گھڑا ٹوٹا تو یہ آواز آئی نہیں دونوں میں اب کوئی جُدائی
شکستِ جسمِ خاکی سے ہے پیدا رُبابِ رُوح کی نغمہ سرائی
وِصالِ یار کی راحت پہ قرباں
خوشا یہ زُہد و رسمِ پارسائی

دے رہی ہے یہ دِل نشیں پیغام تجھ کو آبِ رَواں کی گہرائی
توڑ دے اپنے ہر سہارے کو کام آتی نہیں یہ خود رائی
سوہنی ! جادۂ محبت میں
شرط ہے رُوح کی توانائی

کیوں گھڑا ٹوٹنے سے ہے مایوس اُٹھ گیا ایک پردۂ حائل
موج، آبِ رواں پہ بہتی ہے کیسا گرداب اور کیا ساحل
بے خودی شرط ہے محبت میں خود فریبی ہے سعیٔ لاحاصل
جادۂ پیمائے معرفت کے لیے عِشق ہوتا ہے رہبرِ کامل

www.drhasanrizvi.org

سرفروشی ہے شیوۂ رنداں اِتنے مانوس ہیں شہادت سے
اِن کے نزدیک قیمتِ ساغر کہیں افزوں ہے سر کی قیمت سے

ذکرِ حق سے جو بھید اُن پہ کھُلے کب کسی اور کو بتاتے ہیں
سانس جیسے رگوں میں پھرتی ہے جزو و کُل میں وہ یوں سماتے ہیں

پا گئے کچھ تو ہو گئے غمگین کچھ نہ پایا تو شادکام رہے
بس وہی اہلِ معرفت کہلائے خود سے بے گانہ جو مُدام رہے

کیا کہوں رمزِ صاحبِ عرفاں کوئی اس کے رمُوز کیا جانے ؟
اپنی ہستی سے جنگ ہو جس کی دشمنوں کو جو دوست گردانے

بات وہ جس سے قلبِ انساں کو گُم رہی ہے نجات ہوتی ہے
ہیچ ہر بات سامنے اُس کے بس وہی بات' بات ہوتی ہے

ہم تو پروردۂ تلاطُم ہیں ساحل' آسُودگی' بلا کیا ہے
ساز و سامانِ زیست بے معنی ہر تگ ودَو کی اِنتہا کیا ہے
زلفِ پُرخم سے موجِ پیچاں تک یہ تمنّا کا سِلسلہ کیا ہے
سوہنی ! جذبۂ محبّت کو
موج وطوفاں سے واسطہ کیا ہے

بحرِ ہستی کا ناخدا بھی عِشق موجۂ ورطۂ فنا بھی عِشق
عِشق رازِ بلندیٔ اِنساں عشق سازِ خودی' خدا بھی عِشق

نہ کوئی سوہنی نہ جاناں ہے نہ کوئی آبِ جُو نہ طوفاں ہے
ایک سربستہ رازِ عرفاں ہے ایک گم گشتہ بحرِ انساں ہے

www.drhasanrizvi.org

قعرِ دریا و شورشِ امواج　　اور ہر سمت خشمگیں گرداب
دیکھیے سوہنی کی ہمت کو　　ایک دِل اور کتنے پیچ و تاب
اے خوشا لُطفِ کارساز "لطیف"
موجِ طوفاں بھی ہو گئی پایاب

اِس خطرناک قعرِ دریا میں　　کوئی کچّا گھڑا نہ کام آیا
ہو گئے جب مرے جتن بیکار　　یاد اُس ناخُدا کا نام آیا

دہشت انگیز ہے بہت گرداب　　تیز موجِ بلا کی شورش ہے
آسرا ہے ترا مرے مالک　　ورنہ کیا چیز میری کوشش ہے

تم تنومند اور توانا ہو　　عاشقوں کی ہے کیا یہی پہچان ؟
وصلِ محبوب کے لیے بے تاب　　ان کا دل ان کی رُوح ان کی جان
اور اِک شاہدِ اَزل کے سِوا
ان کی نظروں میں ہر حسیں انجان

دیکھنا چھُپ کے جلوۂ محبوب　　طالبوں کے لیے ہے نازیبا
اُن کا شیوہ بنا تن آسانی　　جن کو رہتی ہو جان کی پروا

جسم اور رُوح کے تعلق کو　　لازمی ہے قریب تر رہنا
کھیل سمجھو نہ عشق کو یارو　　شرط ہے صاحبِ نظر ہونا
سر بہ نیزہ ہیں رہروانِ طلب
طالبِ دوست سوچ کر ہونا

جو رموزِ نفی نہیں سمجھا　　رازِ اَثبات کیا وہ سمجھے گا
وہ تو اَظہر ہے پر جو ناداں ہے　　غیب کی بات کیا وہ سمجھے گا

www.drhasanrizvi.org

اپنے کُوزہ کو کُوزہ گر جیسے　　آزماتا ہے دِل کو وہ دِلبر
جو بھی اس نے عطا کیا مجھ کو　　میں نے سمجھا اسی کو شِیر و شکر

جادہ پیمائے معرفت کے لیے　　عجز ہی پائے اِستقامت ہے
بردباری ہے مُشک کی مانند　　یہ ضمیرِ بشر کی نکہت ہے

یہ تلاطُم یہ ورطۂ دریا　　کون سی دُھن میں ہیں خدا جانے
جُز شناسائے قلزمِ ہستی　　کوئی اُن کے رموز کیا جانے

فکرِ ساحل ہے شیوۂ باطل　　سوہنی محوِ حق پرستی ہے
وہ میہنوال کی محبّت میں　　بے نیازِ قیودِ ہستی ہے
کیسا گرداب اور کیا دریا؟
دِل کی مستی عجیب مستی ہے

ناخُدا تھا نہ کوئی کشتی تھی　　پھر بھی حائل نہ ہو سکا گرداب
اَے خوشا سوہنی کا جذبۂ شوق　　موجِ طوفاں بھی ہو گئی پایاب

سوہنی نے پکڑ لیا دامن　　رَہ روِ جادۂ محبت کا
معرفت کے کھلے اُنھیں پر راز　　جن کو اِدراک ہے حقیقت کا

مَسلکِ عاشقانِ عُزلت گیر　　راز داری و خلوت آرائی
تیرتی ہے بغیر مشکیزہ　　اَے خوشا رُوح کی توانائی

کیا ڈراتی اُسے شبِ تاریک　　مُطمئن تھی وہ موجِ طُوفاں سے
بے کسی، بے بسی میں بھی نہ پھری　　سوہنی اپنے عہد و پیماں سے
بندشیں دَم کی ہو گئیں بے سُود　　مرحبا وَصلِ شاہد و مشہُود

www.drhasanrizvi.org

اے خوشا سوہنی کی تیراکی زیرِ گرداب جس کا ساحل ہے
کون روکے گا کُودنے سے انھیں قعرِ دریا ہی جن کی منزل ہے

ذائقہ شیوۂ تحمّل کا خوگرِ آہ و نالہ چکھ نہ سکا
متکبّر شکست سے دوچار مُنکسِر فاتحِ ضمیر رہا

بات کہنے سے کچھ نہیں حاصل دِل میں رکھنا ہی اِس کا اچھا ہے
جس قدر بھی کمان کھینچو گے اتنا ہی ٹُوٹنے کا خطرہ ہے

عُمر بھر میں انھیں کے پاس رہوں جن کی صحبت میں عینِ راحت ہے
خیمہ زن ہو وہاں تنِ خاکی سایہ افگن جہاں محبت ہے

جنھوں نے دل سے اُس یکتا کو مانا محمّدؐ کو بصد اِخلاص جانا
نہ اِن کو گمرہی کا کوئی خطرہ نہ اِن سے دُور ہے اُن کا ٹھکانا

تیری ہر اِک خلش مرے حق میں دوا ہوئی
ورنہ جہاں میں کس کو دوا سے شفا ہوئی.

محرمیت صلائے عام نہیں درمیاں ایک حدِ فاصل ہے
لوگ جس کو ہلال کہتے ہیں درحقیقت وہ ماہِ کامل ہے

کہاں وہ اورکہاں تُو! ماہِ کامل ترے حق میں قیامت اُس کا جلوہ
کہ حُسنِ جاوِدانی کے مُقابِل ٹھہر سکتا نہیں حُسنِ دو روزہ
ترے اس عُمر بھر کے ماحصل سے
کہیں بڑھ کر ہے اُس کا ایک لمحہ

www.drhasanrizvi.org

کوئی حبا کر کہے یہ دریا سے　　جوشِ طوفاں کا اعتبار نہیں
رُت ہے ساون کی چند دِن کے لیے　　ابرِ باراں سدا بہار نہیں

سوہنی تیری رُوحِ پُر ایثار　　بادۂ جذب و عشق سے سرشار
ہو مہینوال جس کے دل میں مکیں　　کچھ نہیں اُس کے سامنے منجدھار

اکثر اوقات کر گئی مجھ کو　　نَے کی آواز لرزہ براندام
جذبۂ عشق بے قرار نہ ہو　　رازِ محبوب ہو نہ طشت از بام
خلوتِ دل میں آئے درپردہ
دُور افتادہ دوست کا پیغام

دلِ غمگیں میں نالۂ نَے سے　　ایک تازہ شگفتگی آئی
خلوت آرا ہوئی کسی کی یاد　　جگمگانے لگی ہے تنہائی

ایک ہی گھونٹ پی کے اے سیّد　　ہائے کیا سوہنی کا حال ہوا
بے مہینوال، سوہنی کے لیے　　زندہ رہنا بڑا محال ہوا

کیا انھیں اپنی جان کی پرواہ　　خود ہی معشوق جن کو اپنائے
کیا ڈریں گے وہ موج و طوفاں سے　　موج و طوفاں ہی جن کو راس آئے

جو تری یاد بن کے آتی ہے
کالی راتوں کو جگمگاتی ہے

نہیں اے چاند تُو اُس کے برابر　　کہاں تُو اور کہاں محبوب میرا
دوامِ حُسن اُس کا رُوئے روشن　　رہینِ منّتِ شب، نُور تیرا

www.drhasanrizvi.org

ضیائیں لاکھ ہوں شمس و قمر کی
بغیر اُس کے وہی تیرہ شبی ہے

مجھے لذتِ قُرب سے آشنا کر
تری انجمن سے بہت دُور ہوں میں
غمِ ہجر کا کوئی آخر مُداوا
غمِ ہجر سے سخت رنجور ہوں میں

یہی 'کھمبات' کا جزیرہ ہے
ڈالو چاروں طرف نظر دیکھو
ہر طرف دعوتِ تماشا ہے
حُسنِ مُطلق کو جلوہ گر دیکھو

مانگتا کب ہے درہم و دینار
اُس کا مطلوب ہے سراسر دار
کاٹ لے نَے نواز اگر چاہے
اب تو سر سے رہا نہیں سروکار

سُن لے 'سورٹھ' کے خوبرو سرتاج
ایک انوکھا سوال لایا ہوں
نرغۂ دُشمناں میں ہوں لیکن
تیرا سَر مانگنے کو آیا ہوں

اپنے دریُوزہ گر مُغنّی کو
جسم اور جان کی اماں دینا
جنّتِ عدن بخشنے والے
نارِ دوزخ سے تُو بچا لینا

ڈوبتے ہی عمیق دریا میں
سب فنا ہو کے رہ گئے اوہام
جسمِ فانی سے کر گئی پرواز
یک بیک اس کی رُوحِ تشنہ کام
آرزوئے حیات سے بہتر
ایسی پُرکیف مرگِ بے ہنگام
اُس کی وارفتگی کا کیا کہنا
عشق آغاز، عشق ہی انجام
عشق اُسے راس آگیا ورنہ
جانتا کون 'سوہنی' کا نام

راز دارانہ رات دن گرداب
ذکر اُن عاشقوں کا کرتے ہیں

www.drhasanrizvi.org

جرعۂ عشق کی طلب میں جو　　تہِ گرداب میں اُترتے ہیں

ہو نہ تر دامنی اگر حائل　　موجِ طُوفاں ہی ناخدا بن جائے
لَو لگائے رہے جو ساھڑ[1] سے　　کِس کو معلوم کیا سے کیا بن جائے

مثلِ ماہی مِری تمنّائیں　　قعرِ دریا میں تِشنہ رہتی ہیں
اِک مُسلسل تلاش میں دن رات　　موجِ آبِ رواں پہ بہتی ہیں

دُور سے تیرے پاس آیا ہوں
سُرخروئی کی آس لایا ہوں

ایک سَر کیا جو لاکھ سَر ہوتے　　وہ بھی قُربان ساز پر ہوتے
لاکھ سَر دے کے اے مغنّی ہم　　تیرے ممنُون کس قدر ہوتے

سر کا نذرانہ اُس کو کیا دُشوار　　جو فدائے کمال ہوجائے
کوئی ایسی عطا ہو سائل پر　　جو عدیمُ المثال ہوجائے

تیرا مضراب، تارِ ساز پہ تھا　　رگِ گردن پہ چل رہی تھی چُھری
اے مُغنّی مگر تری فطرت　　مُطمئن ہی رہی، چہ بوالعجبی

مُلک مانگا نہ مال و زر مانگا
جانے کیوں تُو نے صِرف سَر مانگا

اُس کو اپنا بنا کے چین آیا　　سَر کی بازی لگا کے چین آیا

---

[1] ساھڑ : معشوق کا نام

www.drhasanrizvi.org

نغمہ و حُسنِ جاوداں باقی
ورنہ سب کچھ خیال، ہرشئے خواب

ابتدا ہے نہ اِنتہا کوئی کیا لگائے تِرا پتہ کوئی
بے شریک و عدیل، بے ہمتا تجھ سا پایا نہ دوسرا کوئی

کر دیا آشکار رُوحوں پر جب احد نے الست کا فرمان
تو مہینوال کی محبت میں سُوہنیؔ جان سے ہوئی قُربان

جن کی رُوحیں تھیں آشنائے اَلست وَحدتِ حق کے رازدار ہوئے
اور جو محوِ ماسوا ہی رہے اپنے اَوھام کا شِکار ہوئے

جستجُو، اِضطراب، سوزِ دَروں جُز محبّت یہ زندگی کیا ہے
بحرِ ہستی سے سیر ہو نہ سکی کون جانے یہ تشنگی کیا ہے

اِک مسلسل تپش مِری ہستی مَوت بھی مجھ کو سازگار نہیں
اکثر اوقات خلوتِ شب میں ایک پَل بھی مجھے قرار نہیں
اِک خَلِش سی ہے سعیٔ لاحاصل
ہائے میں پھر بھی سوگوار نہیں

اُسے کچّے گھڑے کا کیا سہارا جسے منجدھار میں رہنا گوارا
خُدایا تیری رحمت کے حوالے نہیں جِس کے لیے کوئی کِنارا

عجب تھا سوہنی کا جذبِ اُلفت کہ خود دریائے آتش زیرِ پا ہے
کِیا تھا غرق جس نے سیکڑوں کو وُہی اب کُشتۂ مِہر و وفا ہے

---

www.drhasanrizvi.org

کہیں پُرہول دریاؤں کے ڈر سے — چلن بدلا ہے اپنا عاشقی نے؟
خوشا وہ جذبۂ ایثارِ اُلفت — جسے اپنا لیا تھا 'سوہنی' نے

خواہشِ وصل، جانِ ہستی ہے — نہ خودی ہے نہ خود پرستی ہے
روئے جاناں سے مثلِ پرتوِ گُل — عالمِ رنگ و بُو میں مستی ہے
نظرِ مُشرکانہ کیا جانے؟ — زندگی جلوۂ اَلَستی ہے
خود کو سمجھا ہے شِرک سے خالی — اور پھر بھی یہ خُود پرستی ہے

کچھ خبر بھی ہے تجھ کو اے نادان
اُس کی ہستی سے تیری ہستی ہے

تجھ میں جب تک ہے ذوقِ خود بینی — تیرا شوقِ نماز بے توقیر
بھول جا اپنے آپ کو پہلے — زیب دے گی زباں کو پھر تکبیر

گر نہیں دل میں شوقِ وارفتہ — تیرے کس کام کی جبیں سائی
کیا کسی نے کبھی شرر کے بغیر — صرف پھونکوں سے آگ بھڑکائی

چشمِ خود بیں حجاب ہے ورنہ — وہ ہے ہر ایک شکل میں موجود
بے خودی کے بغیر ناممکن — بختِ بیدار و طالعِ مسعود

ماورائے خرد ازل سے ہے
نوعِ انساں کی منزلِ مقصود

کوئی اس ڈوبنے والی سے کہہ دے — نہیں زیبا تجھے کوئی سہارا
کہیں ایسا نہ ہو اے غیرتِ عشق — کہ طعنہ دے تجھے وہ تیرا پیارا

جہاں ڈوبے کوئی ناکامِ اُلفت — وہیں آتا ہے وہ محبوب پیارا
سمٹتی ہیں اُدھر دریا کی موجیں — اِدھر دامن بڑھاتا ہے کنارا

www.drhasanrizvi.org

"لطیف" اُس ڈوبنے والی کی قسمت
جسے مل جائے 'ساھڑ' کا سہارا

نہ ساھڑ ہے نہ کوئی 'سوہنی' ہے　　فقط قلب و نظر کی بے خودی ہے
وہاں کیا اعتبارِ موج و ساحل　　جہاں بس عاشقی ہی عاشقی ہے
نہ لے اے ڈوبنے والے سہارا
تری منزل یہی وارفتگی ہے

مرے ابیاتِ پُرمعنی کی کیا بات　　شگفتہ صورتِ آیاتِ قرآں
دلِ انساں پہ کھلتے جا رہے ہیں　　رموزِ معرفت، اسرارِ عرفاں

اک مہینوال کی تلاش سدا　　عین راحت ہے 'سوہنی' کے لیے
شورانگیز و فتنہ خیز بھنور　　کھیل ہیں اس کی بیخودی کے لیے
ہائے وہ اضطرابِ قلب و نظر
ایک نادیدہ روشنی کے لیے

کیسی تجہیز اور کیا تکفین　　مرگِ عاشق صلائے عام نہیں
مر کے بھی اُس کی رُوحِ وارفتہ　　جز غمِ دوست شاد کام نہیں

صبحدم آب و دانہ سے پہلے　　جس نے پائی نوید جلوۂ یار
اُس کو ہر آرزو سے بہتر ہے　　اُس عدیمُ المثال کا دیدار
جسم و جاں جس کے رُوبرُو ہو کر　　بھول جاتے ہیں زیست کا پندار
چھائے آنکھوں کی حسرتِ دیدار　　صبح سے پہلے ہوگئیں بیدار
منتظر ہیں بہ آرزوئے دوام　　کب نظر آئے حسنِ جلوۂ یار
خوب تھا اُس کا جلوۂ بے رنگ
کتنی رنگینیاں ہوئیں بے کار

www.drhasanrizvi.org

مستیٔ چشم، جاوداں سی ہے	کوئی وارفتگی نہاں سی ہے
کششِ عشق اور کیا ہوگی	ہر تمنّا جواں سی ہے
کِس کو دیکھا کہ آج آنکھوں میں	اِک چمک جیسے ارغواں سی ہے
کیا بتاؤں "لطیف" اُس کا راز
نگہِ دوست مہرباں سی ہے

تیری آنکھیں ہیں تیغ کے مانند	جو کئی زخم ڈال دیتی ہیں
لیکن اکثر دلوں پہ پڑتے ہی	سارے دُکھ درد ٹال دیتی ہیں

سُرمگیں اور سُرمے سے خالی	تیری آنکھوں کا ہے عجب دستُور
اپنے مدہوش جانشاروں پر	اُن کا ہر ایک وَار ہے بھرپُور

موجِ طُوفاں اُسے ڈبو نہ سکی	جو بھی ساحر کا ہوگیا دِل سے
ہو بھروسہ جِسے توکّل پر	کیا سروکار اُس کو ساحِل سے

اے تمنّائے جلوۂ محبوب	چاک کر دے یہ پردۂ اوہام
اب مہینوال کے بغیر تجھے	عالمِ بے ثبات سے کیا کام
عاشقی ہے صفائے قلب ونظر
کیسا آغاز اور کیا انجام

میری وارفتگی کا کیا کہنا	سیر حاصِل ہے جلوۂ محبوب
جِس کی طالب تھی رُوحِ وارفتہ	آج پیشِ نظر ہے وہ محبوب

دِل ہے وابستۂ غمِ محبوب	کثرتِ آرزو سے کیا نِسبت
اُس مہینوال کے بغیر مجھے	عالمِ رنگ وبُو سے کیا نِسبت

---

www.drhasanrizvi.org

جو ہیں دانائے رازِ موجِ طوفاں　　اُنھیں ہر موج، رحمت کا اِشارا
تلاطُم خیز گردابِ بلا میں　　ہُوا ہے خود بخود پیدا کِنارا
"لطیفؔ" اُن ڈوبنے والوں کی قسمت
جنھیں راس آئے ساحل کا سہارا

خس و خاشاکِ ساحل کی رفاقت　　وُہی اسبابِ ظاہر کی اَسیری
حیات افزا ہیں یہ اسبابِ ظاہر　　پر اِس کی شرط ہے روشن ضمیری
کرے گا کون گردابِ بلا میں
بجُز محبوب تیری دستگیری

لاکھ روکا مگر اِن آنکھوں نے　　میرے پیارے تجھی سے پیار کیا
اپنے راز و نیاز کی خاطر　　ہائے بے موت مجھ کو مار دیا

بے اَدب ہو گئی ہیں کیا آنکھیں　　مُنتہائے نظر سے پیار نہیں
غیر سے جن کی آشنائی ہو　　ایسی آنکھوں کا اِعتبار نہیں

عید کیسی بغیر آنکھوں کے　　عید آنکھوں سے ہی عبارت ہے
یہ نہ ہوتیں تو کون کہہ سکتا　　زندگی نُور ہے، بصارت ہے

نہ جانے کتنے ہنگامے ہیں برپا　　کنارِ آبِ تُند و فتنہ زا پر
"لطیفؔ" اُن کو عطا ہو کامیابی　　بھروسا ہے جنھیں صبر و رضا پر
رہے کچّے گھڑے کی لاج یارب
کہیں آئے نہ حرف اہلِ وفا پر

اُلجھ کر رہ گئے موجِ بلا میں　　روا دارِ شکستِ عہد و پیماں
مگر وہ دِل جو منزل آشنا ہے　　لطیفؔ اس کی ہر اک مشکل ہے آساں

www.drhasanrizvi.org

رہیں گے کون بے پروائے ساحل
بجز وارفتگانِ عیشِ طوفاں

ارے او ناشناسِ موجِ طوفاں   تجھے کچے گھڑے کا کیا سہارا
وہی منجدھار سے جائے گا بچ کر   مدد کو جس کی آئے گا وہ پیارا

"لطیف" اُن کے لیے کیا قعرِ دریا   بھروسا ہو جنھیں محبوب ہی پر
بھٹک کر رہ گئے موجِ بلا میں   جو نازاں تھے تکبّر پر خودی پر

بحر و بر ہی پہ کچھ نہیں موقوف   ساری دُنیا ہے حُسن سے معمُور
کارفرما ہے اے مِرے محبوب   فرش سے تا بہ عرش تیرا نُور
عرصۂ دار و گیر ہے دُنیا
ذرّہ ذرّہ ہے پیکرِ منصُور

موج در موج بحرِ بے پایاں   میرے محبوب کی نِشانی ہے
باعثِ جلوہ ہائے رنگا رنگ   موجِ بے تاب کی رَوانی ہے
خواہشِ وصلِ یار کیا معنی
قُربِ محبوب جاوِدانی ہے

جس میں رہتا ہے جان کا خطرہ   وہی انداز اختیار کیا
مجھ سے پوچھے بغیر آنکھوں نے   جانے کس کس کا اعتبار کیا

کوئی دیکھے تو میری آنکھوں کو   جو گھٹا کی طرح برستی ہیں
جو کئی بار سیر ہو کر بھی   جلوۂ یار کو ترستی ہیں

گوہرِ دل کی قدر جانے کون   کاش تیری نگاہ پڑ جائے

www.drhasanrizvi.org

جس کے پرتَو سے زندگی میری
تیری احسان مند کہلائے

عقل گم ہے کہ تیری رحمت کو
دلِ وارفتہ کیسے اپنائے
یہ بھی کیا کم ہے گر تصوّر میں
تجھ کو محوِ خرام سا پائے

جس طرف دیکھتی ہے یہ دُنیا
تُو اُدھر چشمِ شوق وَا نہ کرے
تیرے رازونیاز ہیں کچھ اور
کیوں کرے تُو بھی جو زمانہ کرے

میں ہوں وابستۂ غمِ محبوب
جی رہا ہوں اِسی سہارے پر
مجھے منظور ہے اُسی کی رضا
جان قربان ہر اِشارے پر

دیکھ کر جلوہ ہائے رنگا رنگ
حُسن کا اِعتبار کَون کرے
اے خوشا عیشِ تلخیٔ ہجراں
خواہشِ وصلِ یار کَون کرے
مَوت سے پہلے کیوں نہ مرجاؤں
مَوت کا انتظار کون کرے

ہیں ابھی کتنے مرحلے باقی؟
اے غمِ انتظار کیا معلوم؟
حشر کا دن تو پھر بھی ہے نزدیک
دُوریٔ وصلِ یار کیا معلوم؟

میں کہاں اور سیلِ آب کہاں
کھینچ لائی مجھے یہاں تقدیر
کیا خبر تھی کہ موجِ طوفاں میں
ڈوب جاتا ہے عشق کی تقدیر

کیا بتاؤں ترے بغیر اَے دوست
زندگی کس طرح گزرتی ہے
کیا کہوں کیا ہے حسرتِ دیدار
وہ خلش نَو بہ نَو اُبھرتی ہے

اِک 'مہینوال' کے سوا مجھ کو
اب نہیں کوئی اور شئے درکار

www.drhasanrizvi.org

محوِ آرائشِ جمال ہوئی　　　شام ہوتے ہی حسرتِ دیدار

بند کرلے یہ ظاہری آنکھیں　　　سرخوشِ بادۂ مجاز نہ ہو
جس حقیقت کا نام ہے عرفاں　　　اُس حقیقت سے بے نیاز نہ ہو
چشم و دل معتبر نہیں جب تک
اُن کے پردے میں کوئی راز نہ ہو

اپنی سانسوں کو مُشکبار کروں　　　اپنے سینے کو جلوہ زار کروں
انتظارِ وصالِ یار کیا　　　اہتمامِ وصالِ یار کروں

عشق آنکھوں میں جب ہُوا پیدا　　　خواہشِ وصل ہو گئی مقبُول
عاشقوں کے لیے نہیں ہوتے　　　اہتماماتِ عِلّت و مَعلول

بھول کر شاہدِ حقیقی کو　　　آرزوئے مجاز کرتی ہے
آہ نیرنگیٔ مجاز تجھے　　　عشق سے بے نیاز کرتی ہے
دیکھ تو اُن کی بے ثباتی کو
جن حسینوں پہ ناز کرتی ہے

کتنا بے حس بنا کے چھوڑ گیا　　　حُسنِ عشوہ طراز کو دیکھو
روئی کی طرح دُھن رہی ہے تجھے　　　آرزوئے مجاز کو دیکھو

ایک ہی ضربِ لا الٰہ ہیں بس　　　جسم سے جان کو جُدا پایا
میرے پیارے ترے بغیر یہاں　　　اور کوئی نہ آسرا پایا
جھانک کر جس نے رُوح میں دیکھا
صرف تجھ کو ہی آئے خدا پایا

---

www.drhasanrizvi.org

کیا خبر تجھ کو اے شبِ تاریک　　ہے مہینوال جان سے بھی عزیز
امتحاں اُس کا شورشِ طوفاں　　وہ اُسے امتحان سے بھی عزیز

زندگی پیچ و تاب میں گزری　　ایک طُرفہ عذاب میں گزری
کیا مقدّر ہے عمرِ اہلِ طلب　　جادۂ کامیاب میں گزری
وہ مہینوال مِل گیا آخر
جان سے موجِ آب میں گزری

چاندنی رات سے کہیں بڑھ کر　　شبِ تیرہ کا آسرا مجھ کو
اور کیا دیکھنا ہے دُنیا میں　　اِک 'مہینوال' کے سِوا مجھ کو

کیا خبر اُس کو عاشقی کیا ہے　　طفلِ ناداں نے کھیل سمجھا ہے
بھُول جانا اَلَست کا پیماں　　سربسر گمرہی کا سودا ہے

جو بھی مسافر وہاں گئے ہیں　　لَوٹ کے پھر نہیں آئے
سخی سُن پیغام ہے آیا　　پریتم آپ بُلائے
ایک نہ اِک دن جانا ہوگا　　آپ وہ حُکم چلائے
سکھیو شاہ "لطیفؒ" کہے ہے
پاس سجن کے جائے

محوِ حیرت ہوں دام و در سارے　　حشر برپا ہو مرغزاروں میں
اِس حقیقت کا ہو اگر اظہار　　آگ لگ جائے کوہساروں میں

دل وہیں ہے جہاں ہے وہ پیارا　　اَب نفی ہے نہ ہے کوئی اثبات
چشمِ حیراں اُسے کہاں پائے　　دیدنی کب ہے اُس خدا کی ذات
اُس کے راز و نیاز کا عالم　　سربسر ماورائے اِمکانات

www.drhasanrizvi.org

میری سعی وطلب سے بالاتر اُس عدیمُ المثال کی ہر بات
بے خودی آرزو کا شیرازہ
اور خودی انتشارِ احساسات

ہر تگ و دَو ہے جن کی ناہموار ایسے قلب و نظر سے کِس کو پیار
وہ نہ سمجھے کِسی اِشارے کو پھر رہے ہیں اِدھر اُدھر بے کار
خَس و خاشاک سے جنھیں نسبت
کیا وہ دیکھیں گے حُسنِ جلوۂ یار

تیری باتوں کا اَے دلِ مشتاق مُفسدوں کو کوئی پتہ نہ لگے
تُو ہو خود اپنے راز کا مَحرم اِس دبی آگ کو ہوا نہ لگے

شرپسندوں سے اُن کو خطرہ ہے عشق جن کا بُجھا بُجھا سا ہے
جس کے دل میں لگی رہے یہ آگ وہ تو خود اُن کو مار دیتا ہے

میرے پیارے ترے قرینے کو کب وہ خانہ خَراب سمجھے ہیں
اپنی کوتاہیٔ نگاہ سے جو رحمتوں کو عِتاب سمجھے ہیں

عشق پیالہ پی کر سب کچھ میں نے جانا
جیون ہے رَین بسیرا ساجن کا فرمانا
اَنگ اَنگ میں آگئی پریتم کا نذرانہ
ہر جا ساجن تُو ہے
میں نے تمھیں پہچانا

چارہ گر کیا جانے دل میں درد سجن کا
آیا وہ خود بھاگ جگانے دُکھ جس یار سجن کا

www.drhasanrizvi.org

روگی کا سب روگ مِٹائے　　تیرا ایک اِشارا
ہاتھ تھام کر اِس پاپی کو　　تُو نے پار اُتارا
تیری سُندرتا ہے ساجن　　جگ مگ جگ ہے سارا
کرم ہوا جو مجھ پر تیرا
دُور ہوا دُکھ سارا

جو سوئیں وہ کھوئیں پریتم　　روئیں کر کر بَین
وہی پی کا درشن پائیں　　دیپ جلائیں نَین

کیسے ڈھونڈیں اور سہارا　　جن کا تُو ساجن
انگ انگ میں واروں تجھ پر　　واروں میں تن من
واروں میں یہ جیون اپنا
گر ہو پیا مِلن

ہر اشارے میں کیا محبّت ہے　　وہی سمجھے جو محوِ حیرت ہے
ہر فسانے میں اِک حقیقت ہے　　کون جانے جو اُس کی نُدرت ہے
جلوۂ حُسنِ یار دیکھ سکیں　　اہلِ ظاہر میں کب یہ ہمّت ہے
وہی دیکھے گا اُس کے جلوے کو
جو یہاں صاحبِ بصیرت ہے

اُس کی پہچان ہے بڑی مشکل　　دیدۂ دل کو کھول کر دیکھیں
کوئی ہاتھی نہیں جیسے اندھے　　ہر طرف سے ٹٹول کر دیکھیں

کہتا ہے "لطیف" کہ دنیا میں، ہر سُو وہی حُسنِ وحدت ہے
مائل بہ دوئی ہے کیوں ناداں کیا اُس کو دوئی سے نِسبت ہے

www.drhasanrizvi.org

دیکھ کر بھی اُسے نہ پہچانے　　ھائے یہ ناشناس فرزانے
فکرِ یوم الحساب کیا کہیئے　　سُن رہا ہوں ہزار افسانے
محرمِ راز بھی ہیں سکتے ہیں　　مصلحت کیا ہے کوئی کیا جانے
درسِ عبرت ہے اُن کی محرومی
محکمِ رب سے رہے جو بیگانے

بے نیازِ حیات ہو جانا　　اِک ثبوتِ ثبات ہو جانا
جس کو سُن کر ہو بیخودی طاری　　وہ انوکھی سی بات ہو جانا

رتیاں جاگیں من میں پریتم　　جن کو ماریں تیرے کام
عقل کی مت تو ماری گئی ہے　　اب عِشق بنا ہے امام

سولی سیج ہے پریتم کی　　لوگ یہ کب جانیں
اہلِ خرد کو جان عزیز　　عِشق وہ کیا سمجھیں

کہے "لطیفؔ" کہ سنگ اُسی کا　　عاشق ہے جگ سارا
اس کے حُسن کی دھوم مچی ہے　　حُسن ہی حُسن ہے پیارا
کہے "لطیفؔ" کہ پریتم میرا
حُسن سراپا سارا

شمع کی صورت جل کر　　پگھل پگھل میں جاؤں
پریت جو میں نے پائی　　اور کو کیا بتلاؤں
پریت تو دُکھ ہی دُکھ ہے　　اُس دُکھ میں رچ جاؤں
میں ہر جا جگ مگ چمکوں　　گر اُس کی پریت میں پاؤں
پریتم ہے جب ایسا
حشر کے دن مُسکاؤں

www.drhasanrizvi.org

پہنچنا چاہوں پہنچ نہ پاؤں　　دیس پیا کا دُور
چھوڑ کے میرا منوا مجھ کو　　جائے ہے پی کے حضور

دِل کی گہرائیوں میں گُم ہو کر　　آپ اِک کائنات ہو جانا
مدّعائے طلب ہے دل سے محو　　فرقِ ذات وصفات ہو جانا

حسبِ معمول دن گزارے جا　　ہو ہی جائے گا اُس کا نظّارا
غور سے دیکھ سامنے تیرے　　ہو نہ ہو، آگیا وہی پیارا

جس کے جلووں کے ہم ہیں شیدائی　　خود ہمیں میں وہ جلوہ آرا ہے
جس نے ایک حُسنِ بے نیازی سے　　اپنے شہکار کو سنوارا ہے

دیدہ و دل سے تُو گواہی دے　　یہ مسلمان کی عبادت ہے
رخنہ اندازیٔ دوئی کب تک　　تُو پرستارِ حُسنِ وحدت ہے

سُرمہ ہوتا ہے عورتوں کے لیے　　مرد ہو کر تُو کیوں لگاتا ہے
اس کی آنکھوں میں ڈال دے آنکھیں　　جو اُنھیں ارغواں بناتا ہے

ھر سپیدی میں ہے اُسی کا نُور
جو نظر میں تیری سماتا ہے

پیٹ کی فکر جن کو لاحق ہے　　کیسے اُن کا خواص میں ہو شُمار
فارسی سیکھ لی غلاموں سے　　ہائے پھر بھی نہ بن سکے سردار

شرم رکھ لی میری ندامت نے　　ورنہ بے فیض تھے مرے اعمال
جن کو میں نے ثواب سمجھا تھا　　بن گئے ہیں گناہ وہ افعال
آگئی کام خود فراموشی　　اُس کا لُطف وکرم ہے شاملِ حال

www.drhasanrizvi.org

اپنے دل سے جسے چھپایا تھا — تُو نے وہ راز آشکار کیا
میرے بس میں نہیں دلِ بے تاب — کیا سِتم آئے فراقِ یار کیا

ساری دُنیا پہ "میں" کا جادُو ہے — "میں" کے عرفان سے مگر محرُوم
یہ خُدا ناشناس کیا جانے — جو قضا و قدر کا ہے مفہُوم
لا و اِلّا کے درمیاں کیا ہے؟ — اُس کو یہ راز ہی نہیں معلُوم
حق ہے "الحق" یہ ہم صِفت مَوصوف
چند روزہ ہے یہ دوئی کی دُھوم

جاننا اُن کا سخت مشکل ہے — جُز غمِ عِشق کوئی کیا جانے
ماورائے عدم ہیں کیا کیا راز — اُن کو جانے تو بس خدا جانے

جو بھی اپنی خودی مِٹائے گا — دوست اُس کے قریب آئے گا
تجھ سے وہ جانِ جاں جُدا تو نہیں — اپنے ہی دل میں اُس کو پائے گا

تن میرا ہے جس کا پیاسا — من بھی اس کو چاہے
میرے پریتم جیسی سُندرتا — کوئی کہاں سے لائے
لُطف "لطیف" ہوا ہے مجھ پر
پیا میرے گھر آئے

سولی پر جو چڑھنا جانیں — پریت اُنھیں کو راس
اُن کے نیناں ہردم روئیں — یار نہ جن کے پاس

میں جیسی بھی ہُوں پریتم — تیرے دُوار پہ آئی
تیرے لمس سے من کی — چھُوٹ جائے سب کائی

---

www.drhasanrizvi.org

گھڑی نہ ٹھہریں پنگھٹ پر پیا ملن کو جائیں
بپتا اپنے تن من کی ساجن کو بتلائیں
ایسے گرجے موت سروں پر جیسے سیاہ گھٹائیں
آگے تاریکی ہے سجنی پوجا دیپ جلائیں
سدا کا سکھ وہ پائیں سجنی
پی کے دوار جو جائیں

روزِ ازل سے عشق کا بندھن پریتم باندھ گئے
تیرے پریت میں پہل سائیں دکھ ہیں نئے نئے

ناز کروں گی کیسے آکر در پر ساجن تیرے
کبھی "لطیف" کہے میں آئی ساجن تیرے ڈیرے

وصلِ جاناں کی راہ میں حائل دیدہ و دل کی خودپرستی ہے
تجھ پہ طاری ہے نشۂ اثبات تیری ہستی بھی کوئی ہستی ہے

چھپا کر سب سے مجھ بے ہنر کو دیے ہیں تُو نے اکثر جو سہارے
اگر اصلِ ہنر وہ جان لیتے تو فوراً توڑ دیتے ساز سارے

وہ تیرے کاتنے کے دن کہاں ہیں گئی بے کار سب تیری جوانی
کہا تھا میں نے چرخے سے لگا دل مگر تُو نے نہ میری بات مانی

بھریں دم بھر میں سارے خشک نالے اگر اس کو کچھ ان کا دھیان آئے
"لطیف" اس کے خزانے میں کمی کیا جو پانی کی طرح موتی لٹائے

صدا ایسی نہ آئے سائل لگانا عیاں جس سے تری حرص و ہوا ہو

سخی بھر دے ترے دامن کو لیکن　　ہمیشہ کے لیے تجھ سے خفا ہو

ٹھیس کھا کر بذاتِ خود اُس نے　　سائلوں کو دیا ہے یہ پیغام
بے سلیقہ تری گدائی ہے　　میرے جُود و سخا پہ کیا اِلزام

کل اُسے کیسے مُنہ دِکھائے گا　　آج اگر اُس کے در سے پیار نہیں
مانگ اسی سے جو روز دیتا ہے　　غیر کے دَر کا اِعتبار نہیں

سُر کو سجا کر میں دوں گا　　سُر تُو مہکا دے
بھُولا رِشتے ناتے من　　لاگیں سُر پیارے
سُر میں صدا ہے ساجن کی
جِس نے مارا رے

پیا مِلن کو جانا ہوگا　　اَپنا آپ سجاؤ
بَن ٹھن کر بیٹھی ہے دلہن　　ڈولی یار اُٹھاؤ
شاہ "لطیف" سہاگ کا جوڑا
کفن تو اَب سِلواؤ

جنگل بیل کی مانند من میں　　پھیلی پریت کی بتیاں
مجھ پاپن کی پریتم ساری　　بھُول جا عیب کی بتیاں
کبھی "لطیف" جی ہونگی پُوری
دُکھیا مَن کی بتیاں

اُس داتا کے در پر آ　　ہو پوری آس تمھاری
دُھتکارے پھر پاس بُلائے　　یہ ہے اُس کی شان نیاری
ہے خیر کی مٹی آدم　　ہے مٹی اصل تمھاری

www.drhasanrizvi.org

دشت و جبل میں ڈھونڈوں ڈھلے نہ جب تک رات
ہاتھ جوڑ کر روؤں اُٹھ کر آدھی رات
کہے "لطیفؔ" کہ ہو گی
پی سے پیار کی بات

نہیں ہے عاشقوں کا یہ طریقہ ارے غافل یہ تجھ کو کیا ہوا ہے
سرہانے رکھ کے اپنا ساز ناداں سحر کے وقت بھی سویا ہوا ہے
تجھے بھی خوں رلائے گی یہ غفلت
کہ غفلت سے بھلا کس کا ہوا ہے

جو اُن کے در سے وابستہ رہے ہیں نہیں اُن سائلوں کی ایسی عادت
کہ راتیں پاؤں پھیلا کر گزاریں رہے اُن پر مسلط خوابِ غفلت

جو گہری نیند میں سوئے ہوئے تھے انھیں اس پیارے مُطرب نے جگایا
جو نغمہ حاصلِ مِضرابِ جاں تھا وہی نغمہ زمانے کو سُنایا

صبحدم آکے نئے نوازوں نے اُس کے در پر بِہاگ گایا ہے
اور پھر اُس سخی کے ہاتھوں سے زندگی کا سُہاگ پایا ہے
کون ہم بے کسوں کا داتا ہے
تیرے پیاروں سے دِل لگایا ہے

نیند میں بیتی جا رہی ہے رات اے مغنی کھُلی ہے راہِ نجات
ماہ و انجم لُٹا رہا ہے کوئی نہ رہا کوئی صاحبِ حاجات
وہ کھُلا ہے خزینۂ فطرت موتیوں سے بھرے ہیں سب کے ہات
ساز اُٹھا، ساز اُٹھا، مغنی ساز
دے ہی دے گا تجھے سخی سوغات

www.drhasanrizvi.org

بھول جانا نہ اُس کو اے مُطرب   جانِ جاناں ہے وہ سخی سردار
عجز سے کورنش بجا لانا   اپنے بربط پہ کس کے سیمیں تار

کتنی دل کش ہے تار کی آواز   سرنگوں جس کے سامنے ہر ساز
ماورائے صفات ہے شاید   اُس مغنّی کے سحرِ فن کا راز
جس کو چاہے جِلائے یا مارے   اُس کی بانگِ رحیل کا اعجاز
سُننے والوں پہ بے خودی چھائی   نت نئی دُھن ہے نت نیا انداز
اُس کی ہر لَے میں دل کی بیتابی
اُس کی ہر تان رُوح کی غمّاز

گر یہ چاہے کہ تُو بنے جوگی   اپنی ہستی کو غرقِ وحدت کر
یاد رکھ مدعائے ذکرِ خفی   صِرف اُسی ایک سے محبت کر

یہ شہیدانِ حُسنِ جلوۂ یار   طالبانِ تجلّیٔ دیدار
عزم ہیں اِن حسینیوں کے بلند   واصلِ یار ہوں گے آخر کار
شادماں دشت دشت پھرتے ہیں
اِن کی نظروں میں ہے جمالِ نگار

اپنے لیے کانٹے بوتا ہے   جو غافل وقت کو کھوتا ہے
کیوں اس کو ملے ساجن پیارا   جو گہری نیند میں سوتا ہے
دل اس کو بھلا کر شاداں تھا   اب خُون کے آنسو روتا ہے
اللہ کو جس نے یاد کیا
اللہ اُسی کا ہوتا ہے

گر یہ چاہے کہ تُو بنے جوگی   اپنے مالک سے لَو لگائے جا
من کی مالا نہ ہاتھ سے چھُوٹے   اور یہ سنکھ بھی بجائے جا

www.drhasanrizvi.org

گر یہ چاہے کہ تُو بنے جوگی — کر لے اپنی ضرورتیں محدود
دل نہ جب تک ہو مائلِ ایثار — تیری حلقہ بگوشیاں بے سُود

میری حالت ہے قابلِ افسوس — مجھ میں پیدا نہ ہو سکا اِیثار
جوگ ان جوگیوں کو زیبا ہے — جن کا دستور بن گیا اِیثار

جن کا مسلک ہی بے نیازی ہو — ان کو اپنے وجود سے کیا کام
نغمۂ غم سے آشنا کر دے — تیرے کانوں کو بھی وہی پیغام

جس کو سمجھے ہیں زندگی جوگی — وہ سراسر غمِ محبت ہے
سُن مِری بات عازمِ مشرق — درد ہی تیرے دل کی راحت ہے

قصرِ باطن کو ریزہ ریزہ کر — تاکہ ہو جذب و شوق کی تکمیل
دِل ہو مانندِ شعلۂ بے دُود — ورنہ ہر رسمِ ظاہری بے سُود

جانے کِس جستجو میں رہتے ہیں — سوئے مشرق رَواں دَواں جوگی
اِک سراپا جمال ہے دل میں — جسے کہتے ہیں جانِ جاں جوگی
سُرخروئے غمِ محبت ہیں
بے نیازِ غمِ جہاں جوگی

جوگ دل سے قبُول کر جوگی — یُوں دِکھاوے کو اِختیار نہ کر
ترک کر دے دروغ گوئی کو — راست بازی بھی اِختیار نہ کر
فکرِ روزِ جزا رہے دل میں
اُس کی رحمت کو شرمسار نہ کر

یادِ محبوب سے گریز نہ کر — کیا عجب وہ بھی تجھ کو یاد کرے

www.drhasanrizvi.org

ہو کے خوش تیری وضع داری سے اپنے لُطف و کرم سے شاد کرے

سنگ ریزوں سے بھر لیا دامن گوہرِ بے بہا کو چھوڑ دیا
موجِ طوفانِ معصیت نے آہ! میری کشتی کے رُخ کو موڑ دیا
ہائے وہ عہد جس کو آئے مالک
اپنی غفلت سے میں نے توڑ دیا

قدر کر گوہرِ صداقت کی پڑھ مناجات، حُسنِ وحدت کی
خَس وخاشاک ہیں یہ مکروفریب آگ دِل میں جَلا محبت کی

"لطیفؔ" اس بحرِ بے پایاں کے قرباں خزانہ جس کا ہیں اَنمول موتی
چمکتے موتیوں کی جستجو ہے تو اِس میں ڈوب کر تُو رول موتی

یہ بحرِ موج خیزِ زندگانی! ہمیشہ ورطۂ غفلت سے ڈرنا
ہزاروں کشتیاں ٹوٹی پڑی ہیں بڑا صبر آزما ہے پار اُترنا

سامنے ہے وہ ساحلِ ہستی ذکر جس کا وہاں گوش رہا
کیوں خدا کو نہ تُو نے یاد کیا وقتِ یادِ خدا خموش رہا
سب پہ طاری تھی نیند کی غفلت اور مجھے بھی نہ اپنا ہوش رہا
وقفِ گرداب تھا سفینہ ترا
پھر بھی تُو محوِ نادِ نوش رہا

ترا رازداں ہے وہ حق نگر، تجھے اُس کے راز کی کیا خبر
بجُز ایک حُسنِ صفات کے، نہیں کوئی بات بھی راز کی
یہ سُنو تو بات "لطیفؔ" کی کہ اُسی کے لُطف وکرم سے ہے
ترے حال پر یہ نِگاہ بھی ترے سازِ دل میں یہ نغمہ بھی

www.drhasanrizvi.org

تازے تازے پھول کھِلے ہیں بھینی بھینی خوشبو ہے
دیتی ہے ساری پھلواڑی تیرا ہی پیغام مجھے

انھیں پر ہوا ہے عتاب اُس کا نازل جنھیں حرصِ دولت نے بہکا دیا ہے
"لطیفؔ" ایسے آقا کی تعریف کیا ہو مقدم بہر طور اُس کی رضا ہے

دَر بَدر مانگنے سے بہتر تھا ایک ہی دَر تلاش کر لیتے
یہ گدایانِ کوچہ گرد، اے کاش کوئی جوہر تلاش کر لیتے

راہ کو ڈھونڈوں ساجن کی میں مُشکل ہے ہر چند
پریتم میرا سب سے سُندر سائیں کی سوگند
سچی شاہ "لطیفؔ" کہے ہے
ملے گا وہ دِل بند

سنکھ کی سُن آواز ساز میں کیسا راز
گہری نہر کنیر سے گہرا اس میں کوئی راز
مُرلی کو بھی مات کرے جو ایسا سوز گداز
نا ہی ہند میں، نا ہی سندھ میں ایسا کوئی ساز
من کو اپنے سنگ اُڑائے سُر میں ہے پرواز
اُس کا مَن نا بس میں اپنے سُنے جو یہ آواز
مالک کے بھی مَن کو بھائے سنکھ کا یہ اِعجاز
مُردہ کو بھی زندہ کر دے
ایسا ہے یہ ساز

یہ صنم خانے اور یہ ناقوس کاش ہٹ جائیں تیری راہوں سے
دیکھ ساجن تجھے بُلاتا ہے کن نفاست بھری نگاہوں سے

www.drhasanrizvi.org

گر یہ چاہے کہ تُو بنے جوگی
اپنا دامن بچا گناہوں سے

گر یہ چاہے کہ تُو بنے جوگی　　اے بشر فکرِ این و آں سے بھاگ
تجھے نورِ ازل بُلاتا ہے　　بھاگ ہر اِک غمِ جہاں سے بھاگ

گر یہ چاہے کہ تُو بنے جوگی　　تجھے لازم ہے نفس کا ایثار
جسم مندر ہے اور دل حجرہ　　جوگ میں ہیں یہی تیرے گھر بار
دَر بَدر ڈھونڈتا ہے تُو جس کو
جلوہ گر تیرے دل میں ہے وہ نِگار

چھوڑ دے وہم کے صنم خانے　　بھُول جا آرزو کے اَفسانے
تیری راہ طلب میں حائل ہیں　　بستیاں، شہر، دشت، ویرانے
دَر بَدر اُس کی جستجو تجھ کو
اُس سے روشن دِلوں کے افسانے

گر یہ چاہے کہ تُو بنے جوگی　　اپنی ہستی کو غرقِ وَحدت کر
یاد رکھ مدّعائے ذِکرِ خفی　　صِرف اُسی ایک سے محبّت کر

گر یہ چاہے کہ تُو بنے جوگی　　محرمِ حُسنِ جاوِداں ہو جا
نہ رہے فرقِ آستان و جبیں　　سر بسر خاکِ آستاں ہو جا
وہ اُبلتے ہیں نور کے چشمے　　سوئے مشرق رَواں دَواں ہو جا
بَن کے رازِ آشنائے ذِکرِ خفی　　خلوتِ خاص میں نہاں ہو جا
تیری منزل ہے عالمِ لاھُوت　　بے نیازِ غمِ جہاں ہو جا
مستقل اپنے دل کی آگ میں جل
آپ ہی اپنا اِمتحاں ہو جا

www.drhasanrizvi.org

گر یہ چاہے کہ تُو بنے جوگی　　تہِ دل سے ہو قائلِ توحید
تیرے صوم و صلوٰۃ ہیں بے کار　　دِل نہیں ہے جو مائلِ توحید
جوگ لینے کی آرزو ہے اگر
رَب کو پہچان سائلِ توحید

گر یہ چاہے کہ تُو بنے جوگی　　لوحِ لاہُوت پر ہو تیرا نام
پیر و مُرشد کے پاس جا کر سُن　　محرمیّت کا نِت نیا پیغام
گھر تیری پاشکستگی کی دلیل　　زھرِ قاتل ترے لیئے آرام
کوئی گُل رنگ مُنتظر ہے ترا　　سَمتِ مشرق سے آرہے ہیں پیام
عیش و عشرت کی آرزو بے سُود
جوگ کی شرط ہیں غم و آلام

سُوئے نانی چلا ہے کیوں نانگا　　تیری منزل یہیں کہیں ہوگی
جس حقیقت کو ڈھونڈتا ہے تُو　　تیرے ہی دل میں وہ کہیں ہوگی
ایک ہو جائیں تیرے دیدہ و دل
پھر کوئی جستجو نہیں ہوگی

آتشِ عشق میں جلا دِل کو　　اے طلب گارِ حُسنِ جلوۂ یار
لگ گئی جس کو معرفت کی آنچ　　مِل گئی اُس کو دولتِ دیدار

نُورِ عرفاں ہو راہبر تیرا　　جوگیوں میں ترا بھرم ہو جائے
مہرباں ہو وہ جانِ جاں تجھ پر　　دُور سب فکرِ بیش و کم ہو جائے

زالِ دُنیا قبیح صُورت ہے　　اس سے ترکِ تعلقات کرو
دردِ ہستی نہ دردِ سر بن جائے　　حاصل اِس درد سے نجات کرو
نفس کو پہلے سرنگوں کر لو　　پھر کوئی معرفت کی بات کرو

www.drhasanrizvi.org

وَصل منظور ہے تو دِل کے لیے — حرص کو باعثِ زیاں نہ بنا
کوئی مَنزِل نہیں تمنّا کی — جَادۂ عُمر بے نِشاں نہ بنا
رھروِ عشق، یاس وحِرماں سے
اپنی مَنزِل کو بے نِشاں نہ بنا

یہ شکم پَروری و تن پوشی — جوگ سے اِن کو خاک نِسبت ہے
تیرے ساتھی ہیں وَاصلِ مَنزِل — تو غُبارِ رہِ نَدامت ہے
تجھ سے اللہ دُور ہے اَب تک — اُن کے حق میں نویدِ رَحمت ہے
آج ہی مَر کے دیکھ لے وَرنہ
کل کو مَرنا تو سَب کی قِسمت ہے

کَون جانے یہ جوگیوں کے سِوا — کہ گدائی میں بَادشاہت ہے
چھوڑنا مت سُلوک کو سُوامی — شوقِ ہجرت نویدِ رَحمت ہے

قُرب و دُوری فریب ہیں جوگی — اپنے سِینے کو طُورِ سِینا کر
نیستی ہی ثبُوتِ ہستی ہے — مَر کے شانِ ثبات پَیدا کر

دیکھنے میں تو گُل ہیں رَنگا رَنگ — سوچیے تو ہے ایک ہی سی بات
ہم نہ اُس کی صِفات کو سمجھے — خالقِ رنگ و بُو ہے جس کی ذات

مُغنیٔ زیست تک کبھی آے کاش — کوئی اِمکان ہے رَسائی کا
گردشِ ماہ وسَال تا بہ اَبد — سِلسِلہ ہے شَبِ جُدائی کا

حاصلِ مُدّعا کو ڈُھونڈ لیا — بَندگی نے خُدا کو ڈُھونڈ لیا
کرکے کھاہوڑیوں نے ذِکرِ خفی — عِشق کی اِنتہا کو ڈُھونڈ لیا
وُسعتِ لامکاں میں گُم ہو کر — جانِ ہر دوسرا کو ڈُھونڈ لیا

www.drhasanrizvi.org

ہر جھلک سنگلاخ کی اُن کو　　دفعتاً بے قرار کرتی ہے
وسعتِ کوہ کو نظر اُن کی　　کس تمنا سے پیار کرتی ہے
لیکن اے دوست جستجو ایسی　　دل کو پُر اِنتشار کرتی ہے
ہر شکستِ غرورِ انساں کو
بس قدر کامگار کرتی ہے

وہم و اِدراک سانپ کی مانند　　پیدا کرتے ہیں دل میں اِک ہیجان
ہاں مگر اُس نے انگبیں پایا　　جو بھی اِس راہ میں ہوا حیران

دل کے سوز و گداز میں جلنا　　ہر ثوابِ عظیم سے بہتر
محرمانہ غلط روی اکثر　　جادۂ مستقیم سے بہتر

لگ گئی آگ اِس بیاباں میں　　وہ کمیں گاہِ رہزناں نہ رہی
ہو گئے ایک طالب و مطلوب　　کوئی دیوار درمیاں نہ رہی

کون جانے چلے گئے کس دیس　　سوئے محبوب پرفشاں ہوجا
اے وفادار و دل نشیں قاصد　　تو ہی میرا خبر رساں ہوجا
جو برستی نہیں ترستی ہیں
تو اُن آنکھوں کا ہم زباں ہوجا

تیری آواز سنتے ہی کاگا!　　روح دکھ درد بھول جاتی ہے
نافۂ مشک ہے زباں تیری　　تجھ سے بوئے بہار آتی ہے
تیری دلدوز دِل نشیں آواز　　جانِ جاں کا پیام لاتی ہے
اپنے پیارے کی بات سن سن کر　　آرزو تازگی سی پاتی ہے
دفعتاً عالمِ تصور میں
بزمِ محبوب جھلملاتی ہے

www.drhasanrizvi.org

نہیں کچھ ہوش، اے ملّاح تجھ کو　　کٹی ہے خوابِ غفلت میں تری رات
یہ نیند، اِس پر کنارے کی تمنّا　　نرالی ہے زمانے سے تری بات
وہاں پہنچے گا، تو پوچھیں گے تجھ سے
کہ اُس دُنیا سے کیا لایا ہے سوغات

ناخدا کر رہا ہے یہ تاکید　　کہ مکمّل ہو سب کا زادِ سفر
لُطف جن پر "لطیف" اُن کا ہو　　وہی پہنچے عدن کے ساحل پر

تو امینِ غمِ محبت ہے　　بے نیازِ غمِ جہاں ہو جا
ہے عناں گیر کوئی سِرِّ ازل　　راکبِ عمرِ بے عناں ہو جا
شیوۂ خود سپردگی سے تو　　دوشِ فردا پہ کامراں ہو جا
خوئے تسلیم و جذبۂ تحقیق
ساتھ لے، اور پھر عیاں ہو جا

نہیں ہے اس سے بڑھ کر کام کوئی　　بڑی نعمت ہے سودائے حقیقت
تجھے جن سے ملے ہیں رازِ نایاب　　وہ سوداگر ہیں دانائے حقیقت

گرچہ موتی ہیں میری جھولی میں　　تیرا معیار ہی نرالا ہے
کہ یہ بے قدر ہیں ترے آگے　　سنگریزوں کا بول بالا ہے

دفعتاً دستِ نازِ جاناں سے　　گوہرِ شاہوار چھوٹ گیا
اہلِ دل کی نگاہ میں اس کی　　بڑھ گئی قدر جب یہ ٹوٹ گیا

آب گیروں کے جو شناور ہیں　　فکر اُن کو نہیں کوئی زنہار
ہاں مگر کیسے پار اُتریں گے　　یہ اناڑی، یہ صاحبِ دستار

www.drhasanrizvi.org

عاقبت سے جو بے نیاز کرے دُشمنِ جاں وہ کیف و مستی ہے
غرق ہوگا بزُعمِ خود آخر جو ہَوا خواہِ خود پرستی ہے
اِس میں آتے ہیں نت نئے طوفاں
اَے مسافر! یہ بحرِ ہستی ہے

بہت ہی دُور جا پہنچے مُسافر نظر میں اَب بلندی ہے نہ پستی
اُنھیں کیا دامنِ ساحل کی پروا جنھیں راس آ گئی طوفاں پرستی

بسیرے جن کے ہیں آبِ رواں پر اُنھیں کیوں زحمتِ تشنہ لبی ہے
وہ پنھوں ہے رگِ جاں سے قریں تر سسی جنگل میں جس کو ڈھونڈتی ہے
سُن اَے محرُومِ رازِ خود شناسی
عبث یہ شکوۂ بے چارگی ہے

نہ اب بھنبھور میں آنسو بہانا نہ ھاڑھے کی طرف دامن بڑھانا
بڑی مُشکل سے مِلتی ہے یہ دَولت رموزِ عاشقی سب سے چھُپانا

تجھے کیوں درد کی شِدّت کا شِکوہ ترا مسلک نہیں رَاحت شِعاری
تجھے کیا فِکر سامانِ جہاں سے ترا ساماں، متاعِ خاکساری
کہاں کا بُعد، کیسا قُربِ ظاہر
نہیں کچھ بھی، سِوائے بے قراری

عقلِ کُل بھی ہے، حُسنِ کامِل بھی خود وہ شاہد ہے، اور خود مشہُود
جُرأتِ شوق گر مُیَسّر ہو ہر قدم پر ہے منزِلِ مقصُود

مَیں کہاں آشنائے صحرا ہوں میرے پیارے ترا سَہارا ہے
جان لیوا ہے تِشنگی میری تیری خاطر مگر گوارا ہے

www.drhasanrizvi.org

دشت و کہسار گونج اُٹھے ہیں   مَیں نے جب بھی تجھے پُکارا ہے
کاش میری اُمید بر آئے
ہر طرف تُو ہی تُو نظر آئے

نہیں مِنّت پذیر کوہ و صحرا   جمالِ یار ہر جا ضَوفشاں ہے
یہ سچ ہے مُشکلاتِ زندگی میں   تلاشِ دوست سب سے جاں سِتاں ہے

اُسے درماندہ ہی رہنا پڑے گا   خودی جس شخص کے دِل میں سمائی
مِری رَگ رَگ میں نغمہ زن ہے "پُنھوں"   خوشا قِسمت، میری خود آشنائی

جو بلانوش ہیں وہ کیا جانیں   کیا مزہ دردِ تِشنگی میں ہے
کون جانے کہ زیست کی معراج   جاں سپاری و تن دَہی میں ہے

سَہل اندیش کا یہاں کیا کام   اِمتحانِ حیات ہے آگے
جُراَتِ عزم کوہ پیمائی   حدِ نامُمکنات ہے آگے

کوہساروں سے بھاگنے والی!   پُر سکوں کِس کو راس آیا ہے
سخت مُشکل ہے راہِ منزلِ دوست   کِس نے گھر بیٹھے اُس کو پایا ہے

بزمِ خُلدِ بریں سے بڑھ کر ہے   ساقیا! مجُھ کو تیرا میخانہ
ہوگئی اُس کی زندگی سَرشار   جس نے چکھ لی، ہُوا وہ دِیوانہ
کون جانے کہ کیوں ہے مَے آلُود
یہ مِرا خرقۂ فقیرانہ

کہہ سکے کیا مجال کوئی مجُھے   ناشناسِ غمِ شناسائی
میری منزل ہے مسکنِ محبوب   ہمّت افزا ہے جادہ پیمائی

www.drhasanrizvi.org

اب یہ ہے تلافیٔ مافات　　غم نہیں مجھ کو دکھ اٹھانے کا
شکر ہے مجھ کو عشق نے بخشا　　حوصلہ خود کو آزمانے کا

منزلِ عمر بے نشاں معلوم　　حاصلِ سعیٔ رائیگاں معلوم
اِک طرف کیچ اِک طرف بھنبھور　　عشق کا عزمِ بیکراں معلوم

اپنی ہستی پہ چھا گیا جب خود　　عشق پابندِ جسم و جاں نہ رہا
کوہ و صحرا بھی ہو گئے ناپید　　فاصلہ کوئی درمیاں نہ رہا
مرحبا وصلِ شاہد و مشہود　　کوئی تفریق کا گماں نہ رہا
خود شناسی، خدا شناسی ہے
ورنہ ہستی، صنم تراشی ہے

جب میں بھنبھور سے فرار ہوئی　　مطمئن روحِ بے قرار ہوئی
میرا پنھوں، مجھی میں تھا پنہاں　　بے سبب اتنی سوگوار ہوئی

سامنے اس کے موت بھی کیا ہے　　ہائے یہ مرحلہ جدائی کا
توڑ ڈالے نہ کوہسار کہیں　　سلسلہ جرأت آزمائی کا

اے وصالِ دوام کی طالب　　کچھ نہیں تیرے درد کا درماں
اپنی ہستی مٹا کے دیکھ ذرا　　کیا دکھاتا ہے دیدۂ حیراں
کون سی شَے ہے وہ نہیں جس میں
ذرّہ ذرّہ ہے مظہرِ جاناں

تیری جھولی میں ہے وہ پہلے سے　　مانگتی پھر رہی ہے جس کی بھیک
دیکھ اٹھا کر نقاب ہستی کو　　کہ رگِ جاں سے بھی ہے وہ نزدیک

www.drhasanrizvi.org

آخرکار یہ ہُوا معلُوم　　مُجھ کو تیرا پتہ لگانے میں
نُور تیرا محیطِ عالَم ہے　　کوئی تجھ سا نہیں زمانے میں

کیا بتاؤں رہِ محبّت میں　　مَیں نے پایا بھی کچھ تو کیا پایا
جب کسی اہلِ کیچ کو دیکھا　　مَیں نے پُنّھوں سمجھ کے اپنایا
اَے مِرے دِل نواز "اَریانی"
ہر طرف تُو ہی تُو نظر آیا

رات دِن تیری جستجُو مُجھ کو　　راہبر جذبۂ محبّت ہے
تیرا پرتَو ہے رُوحِ وارفتہ　　ہر تمنّا تری اَمانت ہے
دَرمیاں ہے حجابِ عشق ابھی
یہ اُٹھا لُوں تو عینِ راحت ہے

ڈُوب اپنے ضمیر کے اَندر　　صُحبتِ دیگراں سے کیا حاصِل
اَے تمنّائے جلوۂ جاناں　　صرف آہ و فُغاں سے کیا حاصِل
مَسلکِ عشق، شانِ درویشی
کرّ و فرِّ جہاں سے کیا حاصِل

دِلِ پُرسوز کی ہم راز ہو جا　　رَوا دارِ نگاہِ ناز ہو جا
سمجھ اِس نغمۂ ایماں کی لَے کو　　بذاتِ خود سکوتِ ساز ہو جا
صدائے محرمانہ آرہی ہے
سراپا گوش بَرآواز ہو جا

نہیں جُنبش بھی اَب اُس کے لبوں کو　　جِسے حاصِل سکُوتِ آگہی ہے
دِلوں میں ایک ہیجانِ مُسلسل　　فضا میں اِرتعاشِ سرمدی ہے

www.drhasanrizvi.org

کبھی تُو نالۂ پُرجوش ہو جا
کبھی خود ہی سراپا گوش ہو جا
بہر صورت مٹا دے اپنی ہستی
بہر عنواں حریفِ ہوش ہو جا
نگاہِ دوست تیرا خوں بہا ہے
یہی مفہوم تسلیم و رضا ہے

مجھے محسوس ہوتا ہے یقیناً
کہ برگ و بار ہیں تیرے نظارے
مداوا چشمِ حیراں کا ترا نور
انیسِ زندگی تیرے اشارے

وحشتِ دل کو سازگار نہیں
وہ گریباں جو تار تار نہیں
یہ گُل اندامی و سمن پوشی
محرمِ شوقِ وصلِ یار نہیں
اے شناسائے راہ و رسمِ عدم
عیش و عشرت ترا شعار نہیں

حاجتِ دُرِّ شاہوار نہیں
اتنا ارزاں وصالِ یار نہیں
یاد رکھ سرگزشتِ 'لیلا' کو
زیب و زینت کا اعتبار نہیں

خنجرِ "لا" کو آبدار تو کر
اپنی حیوانیت پہ وار تو کر
ھسرِ تمنائے زیست بے معنیٰ
دوشِ ہستی سے کم یہ بار تو کر
راس آئے گا قولِ "سیّد" بھی
جرأتِ شوق استوار تو کر

کیسی حرص و ہوس محبت میں
شرط ہے اس میں جادہ پیمائی
بوالہوس کے لیے نہیں آساں
دیدہ و دل کی بے تمنائی
سیم و زر سے ہوئی ہے کب حاصل
شوقِ جاوید کی توانائی

---

www.drhasanrizvi.org

ایک گُم نام گوشہ گیر تھا میں
لیکن اَے جانِ جاں ترا دستُور
سندھ تو سندھ ساری دُنیا میں
کر دیا مجھ کو عشق نے مشہُور

بھکاری بن کے اکثر عاشقوں نے
درِ محبوب پر ڈیرے جمائے
کوئی خالی نہ آیا جس کے در سے
مجھے بھی کاش وہ داتا بُلائے

محبت میں اُسی کی جیت ہوگی
جو ہارے اور ہار اپنی نہ مانے
اَجل کی گود یا آغوشِ جاناں
حقیقت ایک، باقی سب فسانے
اِشاروں پر کسی پردہ نشیں کے
یُوں ہی بنتے بگڑتے ہیں زمانے

جستجُوئے جمالِ ہستی میں
مَوت بھی تو حیات ہوتی ہے
اَے سسی اِس جہانِ فانی کی
ہر خوشی بے ثبات ہوتی ہے
جستجوئے نجات میں حائل
آرزوئے نجات ہوتی ہے
وصلِ جاناں کی ایک ساعت بھی
انتخابِ حیات ہوتی ہے
اُس طرف وہ نظر نہیں ہوتی
جس طرف کائنات ہوتی ہے
جاں نثارانِ حُسنِ جاناں پر
نگہِ اِلتفات ہوتی ہے
دیدہ و دِل کی منزلِ آخر
حدِ نامُمکنات ہوتی ہے

اَے سسی! اُن کی پیروی کرنا
جاں گئی جن کی راہِ جاناں میں
کیا ہے دو روزہ زِندگی کا بھرم
دیدۂ شوقِ چشمِ حیراں میں

مدعائے حیات کیا کہیے
جُز تماشائے حُسنِ یکتائی
جاں نثارانِ جلوۂ جاناں
خود تماشا ہیں خود تماشائی

www.drhasanrizvi.org

زِندگی اِک فریبِ کثرت ہے
مُجھ کو اِس زِندگی سے نفرت ہے
اَے اَجل تُو پناہ دے مجُھ کو
تیری آغوش عَینِ رَاحت ہے

جَادۂ عِشق سے بِلا تاخیر
مُسکراتے ہوئے گزر جانا
زِندگی کا پیام ہوتا ہے
دوست کی جستجُو میں مَر جانا

اِعتبارِ مظاہر کثرت
کم نگاہی نہیں تو پھر کیا ہے؟
زِندگی کے نِگار خانے میں
بَس وہی ایک جَلوہ فرما ہے

میں چرخا کاتتے بیٹھی ہوں لیکن
کہاں پُونی ہے اور دھاگا کِدھر ہے
مُسلسل سعیٔ لاحاصِل کے صَدقے
کہ اِس کا ماحَصل یہ چشمِ تَر ہے

جہاں وہ حاصِلِ فِکرو نظر ہے
وہ منزل مَاورائے رَہ گزُر ہے
خدا جانے کہاں وہ جَلوہ گر ہے
رگِ جَاں سے بھی جو نزدِیک تَر ہے

غمِ جاناں سرُورِ جَاوداں ہے
مِرا دِل ہر خوشی سے بدگماں ہے
زمانہ بھر کی خوشیوں سے ہے بہتر
وہ دردِ دِل جو تیرا رازداں ہے

تمنّا جستجُو ہی جستجُو ہے
تمنّا میں سکونِ جسم وجاں کیا

مجُھے وَحشت دِ جَبل میں لے کے آیا
اُسی جانِ تمنّا کا سہارا
گھِسٹتا جا رَہا ہوں بے خودی میں
کہیں تو مِل ہی جائے گا وہ پیارا

حیاتِ جاوِداں سے ہے گرُیزاں
نہ جانے کیوں اسیرِ بے ثباتی
حصارِ زِندگی میں رہنے وَالے
ذرا سی ایک جستِ کائناتی

www.drhasanrizvi.org

جو خود گم گشتۂ خوابِ گراں ہو　　　وہ کیسے آشنائے جانِ جاں ہو
وہی ہے سرخوشِ جامِ محبت　　　جو بے پروائے شمشیر و سناں ہو

نوائے دل لبِ تشنہ پر آئی　　　ذرا اے صاحبِ اعجاز سن لے
خدا را ایک بار اے نغمہ پرور　　　یہ آوازِ شکستِ ساز سن لے

جو دل وارفتۂ یادِ حزیں ہے　　　غمِ دنیا نہ اس کو فکرِ دیں ہے
یہ اعجازِ دروں بینی ہے ورنہ　　　کسی نے بھی اسے دیکھا نہیں ہے
دلِ عشاق میں اے چشمِ حیراں
ازل ہی سے کوئی پردہ نشیں ہے

مجھے جب روکتا ہے یہ زمانہ　　　تو آتی ہے صدائے غائبانہ
مجھے جھنجھوڑے اب کیا تعلق　　　بلاتی ہے نگاہِ محرمانہ

پسِ پردہ مری درماندگی کے　　　کئی ناکام صدیوں کی تھکن ہے
دو عالم نیند میں کھوئے ہوئے ہیں　　　فلک پر چاند جگ پر ضوفگن ہے
حیاتِ جاوداں ہے آب جس کی
کہاں وہ ابروئے شمشیر زن ہے

روئے زیبا دکھا گیا کوئی　　　مست و بے خود بنا گیا کوئی
مٹ گیا فرقِ سبحہ و زنار　　　دام ایسا بچھا گیا کوئی
کل سرِ شام چاندنی کی طرح　　　بزمِ گیتی پہ چھا گیا کوئی
ہائے وہ رنگ روپ وہ سج دھج　　　کتنے جلوے دکھا گیا کوئی
کل بدل کر بھکاریوں کا بھیس
گنجِ عرفاں لٹا گیا کوئی

www.drhasanrizvi.org

کوئی مستِ مئے شباب آیا　　صُبحدم مثلِ آفتاب آیا
یا حقیقت سے آشنا کرنے　　حاصِلِ چشمِ انتخاب آیا
اُس کے جلووں کی تاب تھی کِس کو
اِس طرف جب وہ بے نقاب آیا

یہ دُنیا ہے کہ ہے آئینہ خانہ　　حقیقت ایک، باقی سب فسانہ
کئی رانے ہیں لیکن میرا رانا　　بہ ہر انداز یکتائے زمانہ
مٹا دیتی ہے زنگارِ کدُورت
محبّت کی نِگاہِ محرمانہ

خدا شاہد ہے جب رُوحوں نے باہم　　کیے روزِ ازل کچھ عہد و پیماں
نہ جانے کیوں اُسی دِن سے ہیں مُجھ کو　　بہت پیارے یہ سب نادار دہقاں

کاش اِک بار پھر مری جانب　　نظرِ اِلتفات ہو جائے
گوشۂ رُوح میں ترنم ریز　　پھر تری بات بات ہو جائے
میرے ہر دردِ عشق کا درماں　　حُسنِ والا صفات ہو جائے
عِشرتِ وَصل کی تمنّا ہی
حاصِلِ کائنات ہو جائے

تیری فُرقت میں فرطِ حسرت سے　　آنکھ اب شبنمی نہیں ہوتی
وَقفِ دار و رسن نہ ہو جب تک　　عاشقی، عاشقی نہیں ہوتی

مَیں نے دیکھی ہیں صورتیں کیا کیا　　لیکن اُس کا نہیں کوئی ثانی
جس نے بخشی ہے دِیدہ و دِل کو　　خلوتِ افروز آتش افشانی

حاصِلِ حُسنِ دوجہاں آجا　　اے تمنّائے جاوِداں آجا

www.drhasanrizvi.org

کون تیرا حریف ہے رانے — "ڈھٹ" ہے تیرا، فضائے کاک تری
کون جانے کہ میری ہستی میں — خون تیرا ہے اور ہے خاک تری

آیا نہ اگر لوٹ کے وہ جان سے پیارا
کر لوں گا میں اِس عالمِ ہستی سے کنارا

تیرے صبر و شکیب نے پیارے — جادۂ حق دکھا دیا مجھ کو
رازدارانہ چشم پوشی سے — تُو نے سب کچھ سکھا دیا مجھ کو
محرمانہ سکوت کے قرباں
جانے کیا کیا بتا دیا مجھ کو

ماورائے مجاز ہے رانا — سر بہ سر بے نیاز ہے رانا
بخش دی میری ہر خطا اُس نے — رحمتِ کارساز ہے رانا
رازِ وابستگی بتاؤں کیا
میری ہستی کا راز ہے رانا

حاصلِ حسن و عشق ہے پیارے — تیرا صبر و شکیب عرفانی
ناز کرتی ہے جس کی ندرت پر — خود مری پُرسکوت حیرانی
معجزہ ہے تری نگاہوں کا
سُرخرو ہو گئی پشیمانی

زندگی کتنی بے قرار ہوئی — جب گناہوں پہ شرمسار ہوئی
ہو گیا جس کو عیب کا احساس — پیارے سوڈھے کی رازدار ہوئی
جو خطا پر نہ ہو سکی نادم
ہائے کتنی ذلیل و خوار ہوئی

---

www.drhasanrizvi.org

ایسی بھی اَب ہے آرزُوئے "لطیفؔ"
جِس طرح عجز و انکسار کے ساتھ
تیرے قدموں میں ہو دلِ مہجُور
سَر بسجدہ زمیں ہے تیرے حضُور

عَام ہے جاہ و مَال و زر کی حرص
تُو نے بخشی ہے وہ خوشی پیارے
مُجھ کو ہے صِرف تیرا ہی اَرمان
جس پہ دُنیا کی ہر خوشی قُربان

بھانپ لیں میری خامیاں تُو نے
جانتا ہے بُرائیاں میری
پیارے ساجن ترا جواب نہیں
پھر بھی مُجھ پر کوئی عَتاب نہیں

کوئی تیرے سِوا کِس کو پُکارے
یونہی خاموش بیٹھا ہوں میں کب سے
تعلق رُوح کا بھی بَس تجُھی سے
کِسے تیرا پتہ اَے چھُپنے وَالے
وسیلہ کون ہے ہم بے کسوں کا
بڑا پیارا ہے تیرا نام پیارے
خدایا تیری رحمت کے سَہارے
تجھے معلوُم ہیں غم بھی ہمارے
نظر میں ہیں ترے رنگیں نظارے
کہاں جائیں گے یہ غُربت کے مَارے
اِسی اُمید پر اَب جی رہے ہیں
کہ مِل جائیں ہمیں تیرے سَہارے

چھُپا لے دَامنِ رحمت میں پیارے
تیرا شیوہ ہے میری عَیب پوشی
نہ بھُولوں گا کبھی احسان تیرے
تجھے معلُوم ہیں سب عیب میرے

خوشا وہ لوگ بیداری سے جن کو
شبانہ خلوَتوں میں جن کے دِل کو
یقیں کی رَوشنی حاصِل ہوئی ہے
سَحر کی تازگی حاصِل ہوئی ہے

گزارے گا اگر آنکھوں میں ہر رات
نہ ہوگی دولتِ دیدار حاصِل
تو اُن سے سُرخرُو ہوتا رہے گا
اگر تُو رات بھر سوتا رہے گا

---

www.drhasanrizvi.org

کھڑا ہے ریت پر یہ قصرِ ہستی
عروسی پیرہن ہے آج جس کا

عبث اِس قصرِ ہستی پر ہے نازاں
وہی کل ساکنِ گورِ غریباں

تُو نے کاتا ہو کتنا ہی باریک
جس کا اِک تار بھی نہ لے کوئی

دِل دغاباز ہے تو لاحاصِل
سُوت وہ کاتنے سے کیا حاصِل

تُو نے کاتا نہ سُوت کل کچھ بھی
مال 'ڈھیلی' کھُلے ہوئے 'پائے'

اور جانے کو آج ہے تیار
اب تو چرخا بھی ہو گیا بے کار

قابلِ رحم اِس کی حالت ہے
کاتنے سے جو ہو گئی بے زار

جس نے چرخے کی گردشوں ہی کو
وہ سکھی ہے نجات سے محرُوم

قابلِ اعتبار گردانا
اُس کی تقدیر میں ہے پچھتانا

وہی مقبُول ہیں 'سیّد' کے نزدیک
جو اچھا کات کر بھی کانپتی ہیں

نہیں تولے گا جن کا سُوت کوئی
جو چرخے کی حقیقت جانتی ہیں

وہ کیا پُوچھے کٹے گی رات کیونکر
جسے پہلوئے جاناں ہو مُیسّر

اُسے ہو کاتنے سے فائدہ خاک
کوئی آساں نہیں چرخہ چلانا

سمجھ میں سُوت ہی جس کی نہ آیا
بجُز بے تابیِٔ دِل کچھ نہ پایا

برستے ہی رہیں آنکھوں سے آنسو
یہ تیری دِید بھی کیا دِید ہے دوست

یہ بادل اَے خُدا تھمنے نہ پائیں
کہ تیرے دَرد کو ہم بھُول جائیں

کنوئیں ہیں جس طرح پانی کے سوتے — ملے رہتے ہیں ریگِ تہ نشیں سے
یونہی وابستہ ہے گویا مرا دل — کسی نادیدہ دلدارِ حسیں سے

چھپی سی آگ 'آوے' میں جلے گی — مرا دل تجھ سے ہم آغوش ہوگا
مری آنکھیں سلگتی ہی رہیں گی — جہاں، جب نیند میں مدہوش ہوگا

پھر لبِ جو کھڑا ہے وہ بےتاب — اور آنکھیں ہیں جانبِ گرداب
ہنس کو ہیں پسند جو چیزیں — ڈھونڈنے سے ملیں گی وہ تہِ آب

حساں بنّارانِ عشق کی مانند — موت سے پہلے اپنے دل کو مار
ایسا نغمہ سنا 'لطیف' کوئی — جس کی لَے ہو نویدِ جلوۂ یار

رزق تیرا وہیں تو ہے اے ہنس — بحر کی تہ میں کیوں نہیں جاتا
زیرِ گرداب ہے جہاں تیرا — ان کناروں سے تیرا کیا ناتا

یہ تو زاغ و زغن کا مسکن ہیں — کیا پسند آئیں ہنس کو تالاب
سطح پر ان کی جستجو کا مدار — اس کی جولانیاں تہِ گرداب

خود پرستوں سے دور ہی رہنا — دل اگر مائلِ حقیقت ہے
وسعتِ بحر ہے ترا مقصود — ان کناروں سے کیوں محبت ہے
طالبوں جیسی بات پیدا کر
بس یہی شرطِ محرمیّت ہے

رینا بیتی جائے — بن دیکھے ساجن کو
اتنے پاس تھے ساجن تیرے — تجھ پر نیند کے سائے

---

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

اخلاقیات

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

اخلاقیات

جس کی فطرت میں ہو تن آسانی　　جس کی آرام سے گزرتی ہے
کیا خبر اُس کی خستہ حالی پر　　بے بسی کتنے وار کرتی ہے

کچھ کہے کوئی تم سے یا نہ کہے　　تم ادب کوش، ادب نواز رہو
دوسروں کی سند سے کیا حاصل　　خود نگہدار و خود شناس رہو

شکوے سُن کر بھی تو رہے خاموش　　تیرے ہادی کی یہ ہدایت ہے
سرخروئی ہوئی اُسے حاصل　　اپنے پر آپ جس کو قدرت ہے

کیف آگیں تھی بے خودی میری　　سیر حاصل تھی سادگی میری
بھا گئی تھی مرے چنیسر کو　　بے نیازانہ زندگی میری
لیکن اے حرصِ فتنہ زا تو نے　　چھین لی مجھ سے ہر خوشی میری
ہائے یہ آرزوئے زیبائش
آبرو جس سے لٹ گئی میری

وہ مرا حسنِ سادہ و معصوم　　اور وہ تیری قدر افزائی
شوخی و زیرکی و پُرکاری　　اہلِ دل کے لیے ہے رسوائی

جس سے ذوقِ طلب میں فرق آئے　　ہجر ہے اس وصال سے بہتر
دوریٔ دوستاں بسا اوقات　　صحبت ماہ و سال سے بہتر

www.drhasanrizvi.org

لازمی تھی سزائے خود بینی
ورنہ کیوں رُوٹھتے مِرے سرتاج
سُوقیوں نے کیا مجھے نادِم
اَب نہ راجہ مِرا، نہ میرا راج
بَس اِسی جُرم خود پرستی سے
ہوگئی میری زِندگی تاراج

باز آ رِہنگِ مستی سے
فِتنہ پَرور تیری جَوانی ہے
جِس کو دریا سمجھ رہا ہے تُو
چَند روزہ ہی اُس کا پانی ہے

گُل بچھڑوں میں چبھوکے وہ کانٹا
چھوڑ جاتے ہیں اپنے پیاروں کو
وہ تڑپنا بھی دیکھتے اُن کا
مارتے ہیں جو غم کے ماروں کو

شاید اَے گوسفندِ بے پَروا
موت نے تجھ کو آکے گھیرا ہے
ذبح کر دیں گے تجھ کو بھی قصاب
اُن کی نظروں سے کون بچتا ہے

رہنا اَے گوسفند تُو ہُشیار
دَفعتاً وہ نظر بَدلتے ہیں
گلّہ بانوں سے رہتے ہیں خائف
گلّہ بانوں کے گھر میں پلتے ہیں

اَے ہرن تُو ہے فربہ و تازہ
بُوٹے جنگل میں خوب کھاتا ہے
دیکھ شاید اِسی لیے صیّاد
لے کے تِیر اور کمان آتا ہے

عاصیوں کے صبیح چہرے دیکھ
کج رَوی پر بھی مُسکراتے ہیں
آئے جس کام کے لیے وہ یہاں
آکے وہ کام بُھول جاتے ہیں

دِین کو چھوڑ کر نہ جانے کیوں
مول لیتے ہیں نِت نیا آزار
جھاگ ہی کو سمجھ رہے ہیں دُودھ
کیوں یہ دیں ناشناس دُنیادار

---

www.drhasanrizvi.org

آدمی میں بھی ہے مگر کمیاب
ایک ہی غول، ایک ہی منزل

اِن پرندوں میں جو اُخوت ہے
ہم سفر رہبرِ محبت ہے

بَاز پلٹا تو غول پر جھپٹا
اور اُدھر ننھے منّے بچّوں نے

غول سے کُونج کو شکار کیا
ماں کے آنے کا اِنتظار کیا

کوہساروں میں تھا وطن جن کا
حکم ہے رَازقِ حقیقی کا

کھینچ لائی اُنھیں یہاں تقدیر
اِس میں کُونجوں کی کچھ نہیں تقصیر

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

اَولیاءِ خدا

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

اَولیاءِ خُداؒ

یادِ اللہ میں ہیں وہ مشغول   فکرِ دُنیا ہے دردِ سر اُن کو
دُور، ہر راہِ معصیت سے دُور   پیش ہے پھر کوئی سفر اُن کو
پیر و مُرشد کی جستجو میں کہیں
لے گئے پھر دل و نظر اُن کو

عِشق جن کا خُدا رسیدہ ہے   میں نے اُن عاشقوں کو دیکھا ہے
اُن کے اسرار کیا بتائے کوئی   جِن کے سِرِّ دروں پہ پردہ ہے

جن کو دیکھا ہے میں نے محوِ شہود   اُن کی صُحبت، عجیب صُحبت ہے
اُن کے ساتھ ایک شب بسر ہوجائے   وصلِ جاناں جِنھیں وَدیعت ہے
موج و طوفاں سے پار کرتے ہیں
قُرب ان کا بہت غنیمت ہے

دیکھتے ہیں کسی کو جب غافل   دفعتاً پیچ و تاب کھاتے ہیں
کِس کو معلوم ان سرابوں میں   کِس لیے اتنے دُکھ اُٹھاتے ہیں
جانتے ہیں رموزِ عشق مگر
احتیاطاً انھیں چھُپاتے ہیں

جسم ان کے غُبار آلودہ   دشتِ غم میں رواں دواں ہیں وہ
راز افشا کیا نہیں کرتے   اہلِ دُنیا سے بدگماں ہیں وہ

www.drhasanrizvi.org

اُڑ گئی نیند اُن کی آنکھوں سے　　بس گیا جن میں اِنتظار اُس کا
ہو گئے بے نیازِ سود و زیاں　　پڑ گیا جن پہ بھی غُبار اُس کا

جن کی منزل ہے عالمِ لاہوت　　اُن کو آساں ہے جادۂ دُشوار
راہ پیمائے معرفت ہیں وہ　　اُن کو معراجِ عشق ہے سرِ دار

رَہ رَووں کا ہجوم گھبرا کر　　لَوٹ آیا رہِ حقیقت سے
طے کیے جا رہے ہیں دیوانے　　جادۂ دوست کو عقیدت سے
اُن کو فکرِ تعیّنات نہیں
آشنا ہیں رموزِ وحدت سے

گام زن جادۂ یقیں پر ہیں　　اُن کا دل ہے امینِ سوز و گُداز
جانے کس سمت سے پُکارے کوئی　　وہ ہمیشہ ہیں گوش بر آواز

ایسے لوگوں سے دُور رہنا تم　　جن کا مسلک دروغ گوئی ہو
بیٹھ ایسوں میں جن کی صحبت میں　　حُسن و حق کے سوا نہ کوئی ہو

"لطیفؔ" ان کو کوئی ڈھونڈے کہاں تک　　جو خود کرتے ہیں اپنی رہنمائی
رہِ منزل بھی ہیں، منزل بھی ہیں وہ　　نہ گُمرُاہی، نہ خوفِ نارسائی

بجُز بے تابیٔ جوشِ تمنّا　　طوافِ کوہِ ناہموار کیا ہے
غمِ جاناں بدل کے بھیس اکثر　　رہِ ویرانۂ ہستی ہوا ہے

یہاں خدشے ہی خدشے ہیں بہر سُو　　یہ میں نے راز داروں سے سُنا ہے
مگر کیا خوف مجھ کو رہزنوں سے　　کہ خود وہ مردِ کامل رہ نُما ہے
وہی ہے مرکزِ عجزِ تمنا　　وہی پروردگارِ مُدّعا ہے

www.drhasanrizvi.org

اب اِس معمورۂ فکر و نظر میں
مجھے درکار کیا اُس کے سوا ہے

گندے پانی سے دُور رہتے ہیں　　وہ حقیقت شناس فرزانے
جن کو مرغوب صرف موتی ہیں　　کیا ہیں یہ ہنس، کوئی کیا جانے

جھیل اور نیلوفر کے پھُولوں کو　　چھوڑ کر کیوں اُدھر کو جاتے ہیں؟
دُور جنگل میں جا کے یہ بھَونرے　　راز اپنا کِسے بتاتے ہیں؟

جھیل زاغ و زغن سے ہے ناپاک　　شور یہ بدقُماش کرتے ہیں
ہنس تو سَر جُھکائے پانی میں　　صرف موتی تلاش کرتے ہیں

عصر کے وقت سے نوا خواں ہیں　　مرتعش ہیں فضائے قُرب و جوار
مثلِ آئینہ جھیل کا پانی　　مدعا، عکسِ جلوۂ رُخِ یار
تُند موجوں نے لاکھ جُنبش دی
لڑکھڑائے نہ طالبِ دیدار

صاف سُتھرے ہیں کِس قدر یہ ہنس　　کیوں اُنھیں دیکھ کر نہ آئے پیار
رات جس جھیل پر وہ آئے تھے　　ہوگئی ہے وہ جھیل خُوشبودار

اپنی پلکوں سے میں جھاڑوں　　تیرے پَیر کی دُھول
دُھول ترے پیروں کی جوگی　　جانوں پُوجا پھُول

ہیں ازل سے ہی بے نیازِ اَلم　　راز دارانِ جلوۂ مَعبُود
گُمرہی دُور ہی رہی اُن سے　　مِل گئی ان کو منزلِ مقصُود
واقفِ وحدتِ اَحد ہو کر　　ہو گئے ایک شاھد و مشہُود

www.drhasanrizvi.org

پرتوِ حُسنِ دوست ہے جن پر　　اُن کے دل روشنی سے ہیں معمور
اپنی دُنیا الگ بسائی ہے　　خوف و رنج والم سے رہ کر دُور

تم سرِ راہ انتظار کرو　　خود پلائیں گے وہ شراب تمہیں
شرط یہ ہے نہ ہو کسی عنوان　　اُن حسینوں سے اجتناب تمہیں

کیا کہوں رمزِ صاحبِ عرفاں　　کوئی اُس کے رمُوز کیا جانے؟
اپنی ہستی سے جنگ ہو جس کی　　دشمنوں کو جو دوست گردانے

مردِ عارف وجودِ خاکی کو　　کسوتِ آئینہ بناتا ہے
پھر اُسی آئینہ میں خود محبوب　　اپنا جلوہ اُنھیں دِکھاتا ہے

نذرِ آتش کریں کلامِ خودی　　ورنہ اہلِ صفا نہ کہلائیں
اہلِ دل کے لیے نہیں ہوتیں　　حسرتیں، خواہشیں، تمنائیں

دیکھنا ہے جو حُسنِ جلوۂ یار　　اپنے ہی دل میں بے حجابانہ
پہلے جمعیتِ حواس ہو پھر　　ترک ہو جائے آب اور دانہ

ان کے ہی حق میں امن و راحت ہے　　جن میں کچھ باطنی بصیرت ہے
اِک مجسم مشاھدہ ہیں وہ　　دُور رَس جن کی مُحرمیت ہے
حق نگر ہیں سب اولیائے کرام
ان پہ بے شک خدا کی رحمت ہے

دل کی آنکھیں جو کھول کر دیکھے　　رو برو اس کے جلوہ گر دیکھے
پھر نہ کہلائے تُو کبھی مُشرک　　ہر طرف حُسنِ معتبر دیکھے

www.drhasanrizvi.org

جس کو گرداب راس آجائے — ہر کنارا اُسے کھٹکتا ہے
اپنے ہی دل میں دیکھ لے اُس کو — کس لیے جابجا بھٹکتا ہے

اِس طرح تُو نفی کو اپنائے — شرک و اثبات دل سے مِٹ جائے
اُس کے نزدیک کچھ نہیں مَن و تو — راس جس کو یہ بےخودی آئے

اپنی ہستی سے ہوگئے بےزار — آپ ہی بن گئے جمالِ یار
اَے غمِ عشق یہ کرم ہے ترا — مِٹ گئے ہیں خودی کے سب آثار

آئینہ ہے اُسی کا ہر انسان — لیکن اِس کو عوام کیا جانیں
جو ہیں خاصانِ حق فنا فی اللہ — وہ انا الحق کا مدّعا جانیں

اہلِ دل کی جہاں رسائی ہے — اُس جگہ عشق کی خدائی ہے
جانے کتنا عمیق ہے گرداب — جس کی تہ عرشِ کبریائی ہے
اب نہ حمد و ثنا، نہ وہ تعظیم
ہر طرف بےخودی سی چھائی ہے

وصل کی آرزو نہیں زیبا — جن کا مسلک ہے طاعتِ رحمان
زیب و زینت اُنھیں مبارک ہو — جن کا اُس کی رضا پہ ہے ایمان

زحمتِ انتظار سے چھوٹے — دُور ہر ایک اضطراب ہوا
جن کی آنکھوں میں بس گیا پیارا — خواب اُن کے لیے ثواب ہوا

جسم تسبیح اور دل موتی — نیند اُن کے لیے عبادت ہے
وحدہٗ لاشریک کی خاطر — جن کی رگ رگ میں سازِ وحدت ہے

---

www.drhasanrizvi.org

وہ مقبول ہیں اُس کے در پر، پہچ ہیں جو انسانوں میں
کوئی تو ہوگی بات انوکھی، فرسودہ خس خانوں میں
وہ اس کے نزدیک ہیں اپنے، رامنی ان سے پیارا ہے
جن لوگوں کو دنیا والے، گِنتے ہیں بے گانوں میں
فرسودہ خس خانوں میں
اُس کا راج "لطیف" جہاں میں، جو کچھ ہے سو اُس کا ہے
محلوں میں، ایوانوں میں، صحراؤں میں، ویرانوں میں
فرسودہ خس خانوں میں

چھوڑ کر جس نے عیش و عشرت کو　　آزمایا غمِ محبت کو
میں نے دیکھا اُسی گداگر میں　　جلوہ گر نورِ حُسنِ فطرت کو

میرے ہوش و حواس پر طاری　　اِک خوش آئند لہجۂ گفتار
کون جانے کدھر گئے جوگی　　جستجو میں ہیں طالبِ دیدار

ان کے نقشِ قدم کو پا لینا　　عجز سے اپنا سر جُھکا لینا
دُور اُفتادہ ہیں وہ بَیراگی　　رفتہ رفتہ پتا لگا لینا

اُن کے ناقُوس میں جو نغمہ ہے　　سامنے اُن کے سیم و زر کیا ہے
اب نظر میں کوئی نہیں جچتا　　میں نے بَیراگیوں کو دیکھا ہے

مَست ہیں اپنے حال میں ہر وقت　　اور ہر قیل و قال سے بالا
اُن کے ناقُوس کی صدائے بلند　　طَلبِ مال و جاہ سے بالا
جان و دِل میں سما گئے وہ لوگ
سو رہا تھا، جگا گئے وہ لوگ

---

www.drhasanrizvi.org

اُن کے ناقوس میں ہے سوز و گداز　　جن سے آتی ہے سرمدی آواز
رسنِ شوق کھینچتی ہے مجھے　　جس طرف ہیں وہ زمزمہ پرداز

پھر نہ جانے کدھر گئے جوگی　　دے کے مجھ کو پیام دل آویز
یاد آتے ہیں اب وہ بیراگی　　ان کی ہر بات ہے خیال انگیز
میری ہستی پہ چھا گئے ہیں وہ
کب ملیں گے وہ مجھ سے کم آمیز

وہ جہاں دھونیاں رماتے ہیں　　نفس کی ہر خودی جلاتے ہیں
اپنے ناقوس جب بجاتے ہیں　　جانے کتنے سرور پاتے ہیں
وہ ہی جینے سے کرتے ہیں بیزار
وہی جینا مجھے سکھاتے ہیں

مشغلہ جن کا آہ وزاری ہے　　میں نے اُن جوگیوں سے پیار کیا
اُن کی دلکش قیام گاہوں نے　　دیدہ و دل کو بے قرار کیا
اُن کے ناقوس کی صداؤں نے　　بارہا مجھ کو اشکبار کیا
مجھ کو بیراگیوں کی صحبت نے
مائلِ عجز و انتظار کیا

ہر خودی کو مٹا کے بیراگی　　مُنہ کسی اور سمت موڑ گئے
عشق کی وسعتوں میں گم ہو کر　　رشتۂ آب و گِل کو توڑ گئے
اپنی پُر کیف گوشہ گیری کا　　سلسلہ میرے دل سے جوڑ گئے
کون جانے وہ میرے دل آرام
کیوں مجھے بے قرار چھوڑ گئے

چھوڑ کر مجھ کو چل دیے جوگی　　دیدنی میری بے قراری ہے

www.drhasanrizvi.org

اُن پہ قربان جسم و جاں میرے		اُن کی ہر ایک بات پیاری ہے

پوچھتے کیا ہو مجھ سے اُن کا نشاں		رازِ سربستہ ہیں وہ خوش اطوار
توڑ کر سب سے رشتہ و پیوند		ہو گئے محوِ جستجوئے یار

بے خودی میں رواں دواں پیہم
اُنھیں رختِ سفر نہیں درکار

جسم پر خاک ہاتھ میں ناقوس
اور ہی کچھ ہیں جوگ کے آداب

میرے دل کا قرار ہیں وہ لوگ
رحمتِ کردگار ہیں وہ لوگ

مٹ گئی جزو کُل کی ہر تفریق		جوگیوں نے عدم کو اپنایا
اپنے ناقوس کی صداؤں کو		ماورائے غمِ جہاں پایا

دُور ہر ایک رہ گزر سے دُور
جادۂ حق اُنھیں نظر آیا

اُسے محبوب ہیں انجان سائل		کہ اپنے آپ کو پہچانتے ہیں
بہت خوش اُن سے ہے بیلے کا مالک		نہ وہ کہتے، نہ وہ کچھ جانتے ہیں

عطا اُس نے کیے رہوار ان کو
تہِ دل سے جو اُن کو مانتے ہیں

نہ کسی نے یہ اُن کو سمجھایا		نہ یہ اُن کی سمجھ میں آیا ہے
گرد آلود سائلوں کو بھی		اُس نے کس پیار سے بُلایا ہے
پیٹ بھرنا بھی اُس کو دوبھر تھا		وقت ایسا بھی اُس پہ آیا ہے

www.drhasanrizvi.org

جِس کو معتوب جانتے تھے سَب آج اِعزاز اُس نے پایا ہے
کہ سخی نے اُسے بہ لُطف وکرم
اپنی ڈولی میں خود بُلایا ہے

اُسی گدا کی سخی سے ہوئی شناسائی
کہ جِس کی نغمہ سرائی اُسے پسند آئی

وہ شب و روز کیوں تڑپتے ہیں جوگ کا دَرد لادَوا جانے
کون ہے جِس کے دَرد نے مارا کِس نے گھائل کیا خدا جانے
محو ہیں کِس خیال میں جوگی کِس طرح کوئی دُوسرا جانے
فِکر و اندیشہ کیا اُسے "سیّد"
جو محبّت کو رہنما جانے

اپنے سوز و گُداز کا عالَم جانے کیوں خلق سے چھپاتے ہیں
کوچۂ شوق کی گدائی میں مُدّعائے حیات پاتے ہیں
یہ خدا دوست اپنے تَن مَن کو
آتشِ عشق میں جَلاتے ہیں

دُور اُفتادہ منزلِ جاں سے راز دَارانہ لَو لگائی ہے
دَم بدَم اُس کا نام جَپتے ہیں رُوح کو جس سے آشنائی ہے
شاد ہیں یہ نجات کے طالب
اپنے دل کی مُراد پائی ہے

خلوتِ شب نے دیدۂ دِل کو حُسنِ باطن کی دِل کشی بخشی
ہائے وہ دِل کا مُرشدِ کامِل جس نے پُرسوز زندگی بخشی

www.drhasanrizvi.org

جا بجا پھر رہے ہیں یہ جوگی　　ان سے قائم ہے جوگ کا دستور
رام ہی رام ان کے لب پر ہے　　دِل اِسی اِک لگن سے ہے معمور
سب میں شامل بھی اور سب سے الگ
اِتنے نزدیک اور اِتنے دُور

دشمنِ رہ گزار ہیں جوگی　　کتنے خلوت شعار ہیں جوگی
مِل گئی اِن کو منزلِ مقصود　　سرخوشِ وصلِ یار ہیں جوگی
دیکھ کر جلوۂ خدا اوصاف
دَم بخود ہو گئے ہیں بیراگی

چل دیے ہنگلاج کی جانب　　جانے کس نے اِنھیں بُلایا ہے
کون ناوک فگن ہے پردے میں　　زخم کس کا جگر پہ کھایا ہے
سُرخرو ہو گئے ہیں بیراگی　　مَن کو کس آگ میں تپایا ہے
آپ اِک راز بن گئے ورنہ
پردہ ہر راز سے اُٹھایا ہے

چشم پُرنم ہے اور دِل پُرسوز　　ایسے آتے ہیں جیسے دِل میں راز
اُن کو جوگی بھی یاد رکھتے ہیں　　جو اُٹھاتے ہیں جوگیوں کے ناز

اِبتدا جذبِ شوق و ذوقِ طلب　　اِنتہا وَصلِ شاہد و مشہود
اِن پہ طاری ہے عالَمِ لاہوت　　مِل گئی اِن کو منزلِ مقصود

گھر بار لُٹا کے آئے ہیں　　لاہوت سے دھیان لگائے ہیں
گدڑی میں لعل چھپائے ہیں

سوئے مشرق وہ روشنی کیا ہے　　کس کے جلوے نظر میں رہتے ہیں

www.drhasanrizvi.org

تیر کس دردآفریں کے نہاں　　اُن کے قلب و جگر میں رہتے ہیں
آؤ اُن جوگیوں کو دیکھ آئیں　　جو ہمیشہ سفر میں رہتے ہیں
اُن کی باتوں سے کچھ پتہ نہ چلا　　کس جہانِ دِگر میں رہتے ہیں
منزلِ معرفت نظر میں ہے
اجنبی رہ گزر میں رہتے ہیں

کس کے حلقہ بگوش ہیں جوگی　　آؤ معلوم تو کریں یہ بات
بے خودی ہو کہ فاقہ مستی ہو　　وَالہانہ ہیں اُن کے احساسات
ان کی دھونی کے شعلوں سے یکسر　　خاک، خس خانۂ فریبِ صفات
نہ ہوا و ہوس نہ حرص و آز　　اپنی دُھن میں مگن ہیں وہ دن رات
نہ طلب گارِ نان و خواب ولباس
نہ ہراسانِ گردشِ حالات

فکرِ مشکیزہ تک نہیں، پھر بھی　　اپنے دِل کی لگن بجھاتے ہیں
یہ بھنور کیا ڈبوئیں گے اُن کو　　خود بھنور جن میں ڈوب جاتے ہیں

دُنیا کو وہ چھوڑ چکے ہیں　　سُکھ نہ اُن کو بھائے
جا کر اُن کو دیکھو جو ہیں　　موتی لعل چھپائے
کہے "لطیفؔ" وہ جوگی سامی
آج میرے گھر آئے

ایک دن آئیں گے وہ جوگی　　دُھونی آپ رَما کے
پَل پَل راہ تکوں جوگی کی　　راہ میں نین بچھا کے
دُکھ وہ سب کے دُور کریں گے　　میٹھی بات سُنا کے
کہے "لطیفؔ" کہ قائل ہیں سب
اُن کی سُندرتا کے

وحدت سے ہی وجود ہے اُن کا　　دوئی راس نہ آئی
ان کی رمز و ادا نے دل میں　　کیسی آگ لگائی
اپنا آپ مٹائیں جوگی　　اُس کی کریں گدائی
کہے "لطیفؔ" کبھی تو ان سے
صاحب کرو بھلائی

بیراگی کی سُندرتا نے　　سَر تا پا چمکایا
کہے "لطیفؔ" کہ وحدت ہی نے　　پلٹی من کی کایا

سجدۂ شوق میں جھکی ہے جبیں　　اُنھیں پابندیٔ وضو بھی نہیں
سُن چکے ہیں وہی اذاں جوگی　　قبلِ اسلام جو ہوئی تھی کہیں

کیوں نہ پیارے ہوں مجھ کو بیراگی　　اُن کے پیغام دل بڑھاتے ہیں
لائیو ان کو میرے گھر یارب!　　جن سے دُکھ درد بھاگ جاتے ہیں

کیا کہیں اپنے سنکھ اور کاسے　　کیوں یہ درویش چھوڑ آئے ہیں
ترک، اسبابِ ظاہری کر کے　　حُسنِ باطن سے لَو لگائے ہیں

رات رام سے لگائیں دھیان　　صبح ہوتے ہی وہ کریں اشنان
اور سپہر موسمی پھلوں کی بانٹ　　یہ ہے دیوانے جوگیوں کی آن

تیز گامِ رہِ توکل ہیں　　وہ ازل سے ہیں رَاسِخُ الایمان
کوئی توشہ نہیں ہے ان کے پاس　　ان کے سر پر ہے سایۂ رحمان
مطمئن ہیں ہر ایک عالم میں
مِل گیا ہے گُرو سے سچا گیان

---

www.drhasanrizvi.org

ان کے لب پر ہے سورۂ اِخلاص　　جن کو حرفِ الف سے اُلفت ہے
مِل گیا اُن کو مُرشدِ کامل　　ترکِ دُنیا میں اُن کو راحت ہے

ثبت ہے دل پہ نقشِ عہدِ وفا　　جان و دل سے کسی پہ مائل ہیں
وہ کمربستہ رہروِ لاہوت　　صرف حرفِ الف کے قائل ہیں

کبھی وہ راہی پورب کے　　کبھی بھٹکیں بَن جنگل
کہے "لطیفؒ" کہ وہ بیراگی　　آج آئیں یا کل

جوگی کیسی ذات　　زور آور یہ ذات
اُن کی یاد ہے دل میں　　دن ہو چاہے رات
اُن کی آس ہے من میں　　بات بات میں بات
دُعا کروں میں اُٹھ کر　　بھیگ چلے جب رات
شاہ "لطیفؒ" کہے ہے
داتا دے گا ذات

قبا کی سچ ہے منوا لوٹے　　لُوٹیں یار فقیر
حِلم کی دھیمی آگ میں اُن کی　　سُلگے سارا شریر

وہ جوگی کہلائے　　جِس کا من ہی مالا
کہے "لطیفؒ" کہ اُن میں　　کیا کیا موتی پایا

وہ ہی راہ اور وہ ہی منزل　　جوگی جو کہلائے
وہ ہی حج ہے وہی منزل ہے　　جوگی راہ بتلائے

عالمِ بےخودی میں آئے ہوئے　　پیچ و تابِ خودی مِٹائے ہوئے

www.drhasanrizvi.org

کچھ سفیدی سیاہ بالوں میں　　غمِ فرقت کے دُکھ اٹھائے ہوئے
اور ہر وقت پیار کے آنسو　　اُن کی آنکھوں میں ڈبڈبائے ہوئے
مَن کی دُنیا میں ہیں مگن جوگی　　پریت کی دُھونیاں رمائے ہوئے
کیا سروکار بزمِ ہستی سے
وہ خدا سے ہیں لَو لگائے ہوئے

اُن کا دِل ہے خزینۂ عرفاں　　آپ ہی اَپنے کارساز ہوئے
بس گیا اُن کی رُوح میں بھگوان　　پیر و مُرشد سے بے نیاز ہوئے

اُن خدا آشنا فقیروں میں　　باہمی رَبط و ضبط ہوتے ہیں
رچ گیا رام اُن کی رُوحوں میں　　راہ چلتے ہوئے بھی روتے ہیں
جاگتے رہتے ہیں یہ ساری رات
جب کہ اہلِ زمانہ سوتے ہیں

زیرِ خرقہ ہے یوں بدن اُن کا　　خار وخس میں چُھپا ہو جیسے گلاب
گنجِ عرفاں ہے بوریا اُن کا　　اُس میں پنہاں ہے گوہرِ نایاب

حرص سے بے نیاز رہتے ہیں　　باادب پاکباز رہتے ہیں
خلوتِ رُوح میں خدا سے یہ　　محوِ راز و نیاز رہتے ہیں
بے تعلق جہاں سے ہیں پھر بھی
کتنے در اُن پہ باز رہتے ہیں

سرخوشِ وَصلِ یار ہیں جوگی　　کیا سراپا بہار ہیں جوگی
بحرِ عرفاں میں غوطہ زن ہو کر　　خود یم بے کنار ہیں جوگی

نامرادی مُراد ہیں بدلی　　جب عدم آشنا ہوئے جوگی

www.drhasanrizvi.org

اب کسی چیز کا سوال نہیں　　تاجدارِ رضا ہوئے جوگی

ناسمجھ ہیں "لطیفؒ" وہ رہرو
جو تکبّر کے ساتھ چلتے ہیں

دِل نشیں اُن کا ہر اِشارا ہے
مجھ کو اُن جوگیوں نے مارا ہے

مَوت بھی کُوچۂ گدائی میں　　اُن کی خاطر مجھے گوارا ہے
اُڑ گئی نیند میری آنکھوں سے　　جانے کس نے مجھے پُکارا ہے
کس کے راز و نیاز نے اکثر　　دل میں اِک تیر سا اُتارا ہے
اب خدا آشنا فقیروں نے　　میرا ذوقِ طلب نکھارا ہے

تیری رحمت "لطیفؒ" پر یارب
ایک تُو ہی مرا سہارا ہے

اُن کے لب پر ہیں گرچہ کیا کیا نام　　اُن کے دِل میں فقط ہے رام ہی رام
بال کیوں اِس قدر بڑھائے ہیں　　بن گئے کس کے بندۂ بے دام
یاد کرتا ہوں میں اُنھیں سیّد　　دِل کی گہرائیوں سے صبح و شام
طورِ سینا ہے ان کو ہر اِک گام　　محوِ نظّارہ ہیں وہ صبح و شام
رازدارِ یقینِ وحدت ہیں　　دُور ہے اُن سے کثرتِ اوہام
زیرِ پا یہ جہانِ فانی ہے　　اُن کو پیارا ہے بس خدا کا نام
مثلِ موسیٰ ہوئے نہ وہ بے ہوش　　اُن کا ذوقِ نظر ہے خوش انجام
اُن کے سجدوں کی محرمیّت نے　　سُن لیا کوئی دِل نشیں پیغام
دل ہے رازِ نشاط سے آگاہ　　دیکھنے میں ہیں سربسر آلام

یہ ہیں نورِ ازل کے گرویدہ
اب کسی اور سے اِنھیں کیا کام

www.drhasanrizvi.org

ھر گناہ و ثواب سے بالا اے ازل تیری محرمیّت ہے
حُسنِ والا صفات کی تحقیق اولیار کی یہی عبادت ہے

کون جانے کہ یہ رَوِش جوگی کس لیے اختیار کرتے ہیں
کُفر و ایماں سے ہو کے بیگانہ ذاتِ واحد سے پیار کرتے ہیں
ذکرِ جنّت نہ فکرِ دوزخ ہے
خواہشِ وَصلِ یار کرتے ہیں

چھوڑ کر آج عالَمِ ناسُوت جا رہے ہیں وہ جانبِ ملکُوت
اُن کے ناقُوس کی صداؤں سے گونج اُٹھی ہے محفلِ جبرُوت

جاں بحق ہو گئے ہیں آدیسی کر دیا اپنے نفس کو نابُود
خود فراموش ہو کے دیکھ لیا اپنے ہی دِل میں جلوۂ معبُود

حیرتی ہُوں میں دیکھ کر اُن کو کتنے خود آشنا ہیں وہ مجذُوب
دوستی اور دُشمنی اُن کی صرف اللہ ہی سے ہے منسُوب
پیر و مُرشد سے جا ملے جوگی
مِٹ گیا فرقِ شاھد و مشھُود

خوفِ حق سے ہمیشہ تر بلب بُغض دِل میں نہ کوئی کینہ ہے
ہو سکے جس سے مغفرت حاصل اُن کو پیارا وہی قرینہ ہے

جو غمِ ماسوا سے تھے منسُوب دِل سے وہ نقش سب مِٹائے ہیں
پیر و مُرشد کے وَالا وشیدا پیر و مُرشد سے لَو لگائے ہیں

ذکرِ معبُود میں ہیں دَائم مست پاک باطن ہیں اور نیک اطوار

www.drhasanrizvi.org

قتل ہوتے ہیں مُلحِد و مُرتد　　اُن کی تسبیح ہے کہ ہے تلوار
جو سزا و جزا کا مالک ہے
جاوِداں اُس کے عشق میں سرشار

رُوح محکومِ قادرِ مُطلق　　قلب اُس کی رِضا پہ راضی ہیں
اب تو وہ جاں سپُردگانِ وفا　　ہر سزا و جزا پہ راضی ہیں

جاگ کر رات کاٹ دیتے ہیں　　یہ طلب گارِ دولتِ بیدار
مِل گئی اُن کو منزلِ عرفاں　　وَصلِ مُرشد سے ہو گئے سرشار

عارفوں کی عجیب ہے ہر بات　　آپ قاتل ہیں آپ دَرماں ساز
جانتے ہیں وہ صاحبِ اَوصاف　　فکرِ بیم و رَجا میں ہے کیا راز
دَرمیانہ رَوی کا آئینہ
اُن خدا آشناؤں کی تگ و تاز

نُورِ مشرق سے آشنا ہو کر　　فکرِ صُبح و مَسا سے ہیں آزاد
کوئی دِل میں نہیں خدا کے سِوا　　کششِ ماسِوا سے ہیں آزاد

کرکے اللہ کی رِضا جوئی　　کاپڑی کورنش بجا لائے
دست بستہ بہ دیدۂ خُونبار　　حُسنِ جاناں کے رُوبرو آئے
کون جانے اُنھوں نے دَرپردہ　　کِتنے اِنعام غیب سے پائے

لامکاں ہو گئے ہیں لاہُوتی　　کرکے راز و نیاز کی باتیں
اب ہمیشہ زباں پہ رہتی ہیں　　قادر و کارساز کی باتیں
محرمیّت ہی محرمیّت ہے
اُن کے سوز و گداز کی باتیں

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

غزلیات

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

غزلیات

کون جانے کہاں ملیں گے وہ ہائے مجھ کو جنھوں نے مارا ہے
جن کی ابرو کی نوکِ پیکاں نے موت کے گھاٹ لا اُتارا ہے
چارہ سازوں سے کیا اُمید مجھے
دردِ دل کو ترا سہارا ہے

کون جانے کہاں میں آ پہنچا دشت و کہسار و رہگزر خاموش
منزلِ غم گُسار نامعلوم ضبط دُشوار، صبر دُشمنِ ہوش
تیرا پہلو زہے نصیب اے دوست
اب بُلاتی ہے قبر کی آغوش

حشر ساماں یہ نارسائی ہے جان لیوا تری جدائی ہے
کس سے پوچھوں بتائے کون مجھے معتبر کس کی رہنمائی ہے
خوابِ غفلت کا ہو بُرا یا رب
میں نے جس کی سزا یہ پائی ہے

عشق نے مثلِ گوسفند مجھے دشنۂ ہجر سے حلال کیا
ھوت[1] کی یاد نے مرے دل کو اک صنم خانۂ خیال کیا
کیا بتاؤں کہ کن اشاروں نے
مجھ کو آمادۂ وصال کیا

---

[1] ھوت: معشوق

www.drhasanrizvi.org

سر بسر دردِ لا دوا ہوں میں
جب سے اُس ہُوت سے جُدا ہوں میں

عالَمِ رنگ و بُو کی ہے تنظیم — ایک پَل میں وَرَق وَرَق ہو جائے
راکھ ہو جائیں بَرگ و بار تمام — اور بیاباں کا مُنہ بھی فق ہو جائے
میرا غم ہے وہ غم جو ظاہر ہو
سینۂ کوہسار شَق ہو جائے

وہ نہ سمجھیں گے پریت کے دُکھ درد
چوٹ کھائے ہوئے جو لوگ نہیں

چشمِ پُرنم کو کیا کروں پیارے — اَشکِ پیہم کو کیا کروں پیارے
میری منزل ہی جب گریزاں ہے — میں دو عالم کو کیا کروں پیارے
عشق کے پیچ و خم ہی کیا کم ہیں
راہِ پُرخم کو کیا کروں پیارے

لاکھ آبادیوں سے بڑھ کر ہے — دلِ سوزاں کی خانہ ویرانی
مرحبا میری جستجوئے حسین — اور جلوؤں کی فتنہ سامانی
ایک دھوکا مظاہرِ کثرت
حُسنِ وحدت مگر ہے لاثانی

اُف، یہ بادِ سموم کی حدّت — کوہ و صحرا میں آگ سی دیکھی
ضبطِ پیہم کے باوجود اے دوست — دیدۂ شوق میں نمی دیکھی

مجھے کب خنجر و پیکاں نے مارا — مرے پیارے ترے ارماں نے مارا
یہ زخمِ دل نہ ہو گا مندمل اب — مجھے اِک دردِ بے درماں نے مارا

www.drhasanrizvi.org

کہاں پائیں گی ویسا پیار آنکھیں نہیں، ترسیں گی یہ نادار آنکھیں
مئے حُسنِ ازل سے ہوگئی تھیں گھڑی بھر کے لیے سرشار آنکھیں
نہیں آنکھوں میں اب پنّھوں کے جلوے
ہیں اب میرے لیے بے کار آنکھیں

اُسے کیا آرزوئے زیست پیارے جو بے چارہ ازل سے نیم جاں ہے
برائے کُشتگانِ تیغِ ابرُو اجل گہوارۂ جنّت نشاں ہے

بچھڑ کر مجھ سے پچھتائے تو ہوں گے اُن آنکھوں میں بھی اشک آئے تو ہوں گے
وہ موتی اے سکوتِ دشتِ ویراں ترے حِصّے میں بھی آئے تو ہوں گے

بالآخر اُس کو آغوشِ اجل میں ملی کوہ و جبل سے رُستگاری
پیامِ وصلِ جاناں لے کے آئی لطیفؔ اُس غم زدہ کی جاں نثاری

اگر اُس صُورت کا دیدار ہوتا تمھیں بھی اُس سے سکھیو پیار ہوتا
تمھارے دل میں بھی کچھ داغ اُبھرتے تمھارا دل بھی لالہ زار ہوتا
مری بربادیوں پر یوں نہ ہنستیں اگر تم کو بھی یہ آزار ہوتا
تمھارے سر سے بھی اے خوش نصیبو! گریزاں سایۂ دیوار ہوتا
تمھارا قلب بھی راہِ وفا میں غم و آلام سے دوچار ہوتا
دلوں میں آرزوئے دید ہوتی لبوں پر ذکرِ حُسنِ یار ہوتا
اگر ہوتا وہ نظّارہ مُیسّر
طلسمِ ماسوا بے کار ہوتا

اگر سودائے قُربِ دوستاں ہے یہ اشکوں کی روانی رائیگاں ہے
تحمّل شرطِ اوّل، صبر لازم عبث یہ شورشِ آہ و فغاں ہے
دلِ پُرخوں کی حالت ہو نہ ظاہر کہ رازِ عشق سِرِّ دلبراں ہے

www.drhasanrizvi.org

محبّت طالبِ عزم و یقیں ہے　　جہاں تُو ہے مری منزل وہیں ہے
بہارِ بے خزاں، جذبِ محبّت　　حَسیں جب تک ہے دل ہر شے حَسیں ہے

میری آنکھوں میں چھایا ہے اندھیرا　　کوئی تو مجھ سے نادانی ہوئی ہے
خداوندا وہ ناقے لَوٹ آئیں　　یہ جن ناقوں کی پہچانی ہوئی ہے

بُرا کہتا رہے مجھ کو وہ لیکن　　مَیں پھر بھی گُن اُسی پُنھوں کے گاؤں
رہوں 'بھنبھور' میں کس کے لیے اَب　　سکھی جیسے بھی ہو میں 'کیچ' جاؤں

وہی تعبیر ہے خوابِ وفا کی
کہیں سے ڈھونڈ کر میں اُس کو لاؤں

لعل و گوہر کا اِعتبار نہیں　　عیش و عِشرت سَدا بَہار نہیں
دولتِ عشقِ جاوِداں کے سِوا　　کوئی دَولت بھی پائیدار نہیں

جو نہ مرعُوب ہو چنیسر سے
کوئی بھی ایسا شہریار نہیں

راس آئی نہ یہ بَہار مجھے　　کر گیا کوئی بے قرار مجھے
یہ نہ جانا کہ میری پُرکاری　　کر رہی ہے ذلیل و خوار مُجھے
ڈَس گیا مارِ آستیں بن کر　　ہائے یہ موتیوں کا ہار مجھے

ہنس رہا ہے زمانۂ بے دَرد
دیکھ کر آج اَشک بار مجھے

خوشا آرائشِ بزمِ نگاراں　　زہے نظّارہ ہائے گُل بَداماں
ہُوا دِیدار جب سے اُن کا سیّد　　بھٹکتی پھر رہی ہے چشمِ حَیراں

چڑھایا ہے کِسی نے رَنگ اَیسا　　کہ سرتاپا بہارِ بے خزاں ہے

www.drhasanrizvi.org

سَروں پر سبز شالیں یا دوشالے　　جھکتے بال اور مانگیں نِکالے
یہ جسمِ سندلیں پر عنبریں بال　　یہ چہروں کے تر و تازہ اُجالے
اُنھیں میں تھی وہ گُل اَندام 'مومل'
وہ سب انداز تھے جس کے نِرالے
(مومَل: سوڈھا کی محبوبہ کا نام)

اُنھیں کیا سِیم و زر کی قدر و قیمت　　وہ ہیں دوشیزگانِ بزمِ فِطرت
وہی ہیں دولتِ دِیدار پاتے　　جو رکھتے ہیں فقیرانہ بصیرت

نہ ہوگی ماند اُس کی سُرخرُوئی　　جو سَودائی جمالِ یار کا ہو
رہے گا دُھل کے بھی رنگین کپڑا　　گر اِس پر رنگ ہی ہلار کا ہو

ہائے سوڈھا ترا پتہ نہ مِلا　　ساحِل عُمر موج پا نہ مِلا
حلقۂ زُلفِ یار کے آگے　　آرزُوؤں کا سِلسلہ نہ مِلا
تیری فُرقت میں آج جو دیکھا
رنگ چہرے پہ پھُول سا نہ مِلا
(سوڈھا: مومل کے عاشق کا نام)

جی بہلتا نہیں کِسی صُورت　　جب سے رُخصت ہوا وہ دِل آرام
بس گیا مثلِ رنگ و بُوئے بہار　　دِیدہ و دِل میں کوئی گُل اَندام
راز دارانہ میرے کانوں میں　　کہہ گیا جو وہ ماوِرائے کلام
وہ اگر آشکار ہو جائے
پھر نہ لے کوئی راحتوں کا نام

سرد ہوتے کبھی نہیں دیکھا　　آنسوؤں سے وہ شعلۂ رُخسار
اُس سراپا جمال کے نزدیک　　اور ہی کچھ ہے عِشق کا مِعیار

صبر کر صبر، اَے دِلِ مہجُور　　اب خیالِ وِصال ہے بے کار

www.drhasanrizvi.org

ہاں یہی تھا نوشتۂ تقدیر　　عشق میں قیل وقال ہے بے کار

تیغِ ابرو سے ذبح کر کے مجھے　　منہ کسی اور سمت موڑ گئے
گوشت تو سارا کر دیا تقسیم　　ڈھانچہ اِک ہڈیوں کا چھوڑ گئے

دِل کو مانوس کر کے پیارے نے　　کچے دھاگے سے باندھ رکھا ہے
پیچ ڈالے ہیں عشق نے ایسے　　مجھ کو ہر دم اسی کا سودا ہے

حُسن پیارے کا انگبیں سا ہے　　اور حنظل ہے اُس کا ہر انداز
جو بھی اُس کے قریب آتا ہے　　اُس پہ گرتی ہے برقِ عشوہ و ناز

اُن پہ قربان جان و دیدۂ و دِل　　کیا تھے وہ خوش جمال کیا کہیے
وہ چمکتی ہوئی حسین آنکھیں　　اب ہیں خواب وخیال کیا کہیے

میرے پیارے چلے گئے جب سے　　چین دن کو، نہ رات کو آرام
گلۂ سختیِ فراق بجا　　اور جو آجائے وصل کا پیغام

خود بخود تو نے سامنے آ کر　　یہ محبت مجھے سکھائی ہے
عشق سے واسطہ مجھے کیا تھا　　میرے پیارے تری دہائی ہے

کیا کہوں میں، وہ جانِ بھرووَنا　　دِل سے دِل کس طرح ملاتا ہے
جیسے کڑیوں کو جوڑ کر لوہار　　ایک زنجیر سی بناتا ہے

سر جھکا کر ادب سے ہر اِک حور　　حُسنِ جاناں کی داد دیتی ہے
پڑھ کے اکثر زباں بھی بسم اللہ　　نقشِ پا اُس کے چوم لیتی ہے

www.drhasanrizvi.org

شوق کی تشنگی نہیں بجھتی
میرے تن میں ہے آگ سی بھر دی
جب سے اُس دلربا سے پیار کیا
تُو نے یہ کیا جمالِ یار کیا

دم تو سب دوستی کا بھرتے ہیں
قدر ہوتی ہے دوست کی اُس وقت
دوست کس کو مگر کہا جائے
جب مصیبت کسی پہ آ جائے

کیا کہوں جب سے وہ سفر پہ گئے
آرزوئے وصال کیا کیجے
کس طرح زندگی گزاری ہے
کہ جدائی رضائے باری ہے

دل اُسی کی یاد میں کھویا ہوا ہے
جو اُس کے وصل کا پیغام لائے
خدایا مجھ کو پیارے سے ملانا
ہوا میری طرف ایسی چلانا

اُسی کی راہ اب تکتا رہوں گا
محبت کے فسانے تازہ ہر دم
جو صورت میری آنکھوں میں بسی ہے
ہمیشہ داستانِ دل نئی ہے

تیری آوازِ غم زدہ اے کونج
رات کے وقت دکھ بھری فریاد
روتی رہتی ہے رات بھر تنہا
یاد محبوب کی دلاتی ہے
زخمِ دل کی خلش بڑھاتی ہے
دم بہ دم اشکِ خوں بہاتی ہے
تجھ پہ شاید وہی ستم ٹوٹا
جو جدائی بشر پہ ڈھاتی ہے

حسبِ معمول اِس ترائی میں
لیکن اِس سبزہ زار میں کیا تھا
ایک امید ان کو لے آئی
یہاں ہر کونج آ کے پچھتائی
اُڑ چکے تھے وہ جب سویرے ہی
جن کی چاہت انھیں یہاں لائی

www.drhasanrizvi.org

کونج بچھڑی ہوئی ہے بچوں سے　　اس لیے شور و غل مچاتی ہے
بڑھتی جاتی ہے کوششِ پرواز　　یاد اُن کی ستائے جاتی ہے

دوسروں کو پلا کے پیتے ہیں　　کتنا اچھا اصول ہے اُن کا
ہاں یہ منعم ہیں صاحبِ ایثار　　اور دُنیا میں ہے کوئی اُن سا

مجھ کو رنج و ملال دے کر ماں　　گم کلاچی میں ہو گئے پیارے
مچھلیوں کے شکار کی خاطر　　کِس سمندر میں کھو گئے پیارے

لوٹ بھی آؤ اب مرے پیارو　　میں نے کیا کیا نہ منتیں کی ہیں
بھاگ کر دوسرے مچھیروں سے　　قرض پر میں نے مچھلیاں لی ہیں

دِل بے تاب پر آئے جانِ ارماں　　تری فرقت میں یوں دکھ درد چھائے
کہ جیسے موسمِ باراں میں سبزہ　　کِسی میداں میں پیچ و تاب کھائے

محبت دِل کو تڑپاتی ہے اکثر　　پرانی چوٹ ابھر آتی ہے اکثر
خیالِ یار میں بیٹھے بٹھائے　　تنہائی رات کٹ جاتی ہے اکثر

مری آنکھیں مثالِ ابرِ گریاں　　برستی ہیں سویرے ہی سویرے
یہاں بے وقت برسات آگئی ہے　　کہاں ہو آج آئے محبوب میرے

انھیں محفوظ کر لیتا ہوں اکثر　　جدائی میں جو یاد آتی ہیں باتیں
مگر جب رُوبرُو ہوتے ہیں پیارے　　تو دِل کی دل میں رہ جاتی ہیں باتیں

نہیں اِک ابر پارہ بھی فضا میں　　مگر دِل میں گھٹا سی چھا رہی ہے
مجھے یاد آگیا ہمسایہ میرا　　جدائی دم بہ دم تڑپا رہی ہے

www.drhasanrizvi.org

نہیں رُکتے مِرے آنسو کہ دِل میں
محبت حسرتیں برسا رہی ہے

وہی بادِ شمال آرہی ہے　　بدن پر کپکپی سی چھا رہی ہے
ہوائے سرد ٹوٹی جھونپڑی میں　　مُسلسل تیر سے برسا رہی ہے
کہاں ہے وہ مِرا عہدِ جوانی　　کہ جس کی یاد اَب تڑپا رہی ہے
کہاں ہے تُو کہ مجھ پر بے کسی میں
شبِ فُرقت قیامت ڈھا رہی ہے

جذبۂ دِل فگار کیا کہیئے　　خلشِ نوکِ خار کیا کہیئے
اَپنے پیارے بلوچ کی خاطر　　سفرِ کوہسار کیا کہیئے
مُدّعا اَپنا ساربانوں کو　　روک کر بار بار کیا کہیئے
'کیچ' کی سمت اُٹھ رہے ہیں قدم
وَصل کا انتظار کیا کہیئے

پھر جاگ اُٹھی ہے دل میں کسی بے وفا کی یاد　　یادش بخیر پیکرِ مہر و وَفا کی یاد
بے گانۂ بہار رہا نخلِ آرزُو　　اِس پر بھی ہے 'لطیف' کے دل میں خدا کی یاد
تائب ہُوں آپ نامۂ اعمال دیکھ کر　　اَے بے کسی مجھے نہ دِلا اَب خطا کی یاد
اَے چشمِ شوق پیشِ نظر حُسنِ دوست ہے
اَے دِل، حرام تجھ پہ ہے اَب ماسوا کی یاد

(سوہنی کی داستان سے ماخوذ)

گھڑا کچا ہے، میرے سر پہ چھائے　　برستی رات کے گھنگھور سائے
فضا اَیسی ہے جیسے شیر کوئی　　کہیں بیٹھا ہو اَپنا سر اُٹھائے

www.drhasanrizvi.org

سہارا دے مجھے جوشِ محبت　　کمی جوشِ محبت میں نہ آئے
نڈر ہو کر میں اب دریا میں اُتروں
بلا سے جان جاتی ہے تو جائے

کنارا صرف ساجن کے لیے ہے　　تجھے گہرا بھنور ہی راس آئے
وہیں اے سوہنی! منزل ہے تیری　　جہاں تو اتفاقاً ڈوب جائے

گھڑا کچا، تلاطم خیز دریا　　گرجتی گونجتی موجیں رواں ہیں
یہ آدھی رات، یہ پُرہول گرداب　　یہ جسمِ نازنیں، سب چیستاں ہیں
بعید از فہم ہیں یہ ساری باتیں
عجب تقدیر کی نیرنگیاں ہیں

ڈوبنا سوہنی کا اے دریا　　تا قیامت رہے گا مجھ کو یاد
دیکھ کر اپنی چیرہ دستی کو　　موجِ مضطر ہے مائلِ فریاد

لوگ ساحل پہ کانپ اُٹھے　　دیکھ کر آبِ جو کی گہرائی
جس بھنور میں کوئی نہیں جاتا　　کس طرح سوہنی یہاں آئی

دے رہا ہے مجھے کوئی آواز　　معتبر جذبۂ محبت ہے
یہ گھڑا اور تند خو دریا　　جو بھی پیش آئے میری قسمت ہے
ہے یقیں مجھ کو میں نہ ڈوبوں گی
آزمودہ مری صداقت ہے

گھڑا کچھ دیر بھی رہنے نہ پایا　　بھنور جب سوہنی کو کھینچ لایا
دیا آخر اُسے کس نے سہارا　　اجل کے بھیس میں وہ کون آیا

---

www.drhasanrizvi.org

گھڑا کچا ہے لیکن میرے پیارے — میں اِس طوفاں میں ہوں تیرے سہارے
نہیں اَب ڈُم[1] سے مجھ کو کوئی نِسبت — سمجھتی ہوں ترے دِل کش اِشارے
مَیں جن کی جستجو میں کھو گئی ہُوں
خوشا وہ دُور اُفتادہ کِنارے

ساجن

بنجاروں سے پریت کا ناتا — تڑپ تڑپ مَر جاؤں
دُکھ برہا کا دِیپک جیسا — پَل پَل گھلتی جاؤں
دُکھ کی بیلیں لپٹیں تن کو — کیسے مُکتی پاؤں
ہاتھ جوڑ کے پَگ پَگ چل کے
پی کے دوار میں جاؤں

آگ دِل میں لگا کے چھوڑ گئے — تابِ غم آزما کے چھوڑ گئے
چارہ سازوں سے اَب کِسے اُمید — تُم ہی اپنا بنا کے چھوڑ گئے

ایک تیرے سِوا مرے قاتِل
کون ہے جس کو چارہ ساز کہیں

تیری ہر اِک خلِش مرے حق میں دوا ہوئی
ورنہ جہاں میں کِس کو دوا سے شِفا ہوئی

دیکھتے کیا ہو خنجر مارو، اپنا ہاتھ اُٹھاؤ
گھائل کر دو، جان بھی لے لو، میری آن بڑھاؤ

ناوک اَفگن جہاں وہ ہوتا ہے — ہوش ہر چارہ ساز کھوتا ہے

---

[1] ڈُم : سوہنی کا گاؤں

www.drhasanrizvi.org

مُسلسل بے کلی، فریادِ پیہم
بڑی سفاک ہے یہ یادِ خُوباں

مری اِس بات کے شاھد ہیں دونوں
یہ جُوئے اَشکِ گرم، و آہِ سوزاں

میرے قابِل، تیرا تیرِ نظر
ہم فقیروں کو کر گیا گھایل
ہمیں اِک تیر کی بھی تاب نہ تھی
دُوسرا مارنے سے کیا حاصل؟

جب وہ اپنی کماں میں تیر کَسیں
اَپنا سِینہ سِپر بَنالینا
ناوک اَفگن ہے جُنبشِ مژگاں
صَبر سے زخمِ دِل پہ کھالینا
رہ کے ثابت قدم محبّت میں
مُدّعائے حیات پالینا

وہ اُس کا سَنسناتا تیر توبہ
وجُود اپنا وِگرگُوں میں نے پایا
یہ پُوچھے جاکے اُس دِلبر سے کوئی
کہ اَب ہاتھوں کو کچھ آرام آیا؟

کچھ اَیسا کَس کے تُونے تیر مارا
کہ لگتے ہی جِگر کے پار پہنچا
تجھے میں نے مِرے بھولے شِکاری
بڑا مشّاق تیر انداز پایا

پسند اُن کو ہے کیوں سوزِ محبت
یہ رازِ عشق پَروانوں سے پُوچھو
مزا آتا ہے کیا جلنے میں آخر
ذرا اِن سوختہ جانوں سے پُوچھو

کہیں اَیسا نہ ہو میرے محبُوب
مجھ پہ تُو وار کرکے پچھتائے
میری ہستی میں ہے ترا پرتو
تیر تیرا تجھے نہ لگ جائے

---

www.drhasanrizvi.org

صُبحِ رَوشن ہے تیری پیشانی　　اور دِل چشمۂ محبت ہے
تیرے آنے کی مُنتظر ہوں میں　　تُو جو آئے تو عَین راحت ہے
ہیچ ہے تیرے سامنے خورشید
مہ و انجم کی کیا حقیقت ہے

میرے محبُوب کو ذرا اَے چاند　　مُجھ پہ بیتی ہے جو بتا دینا
جو ٹپکتا ہے دیدۂ تَر سے　　جا کے پیغام وہ سُنا دینا

آج پھر چودھویں کا چاند اُبھرا　　مُنتظِر ہوں کِسی کے آنے کی
دِل مُسرّت سے لہلہاتا ہے　　کوئی پروا نہیں زمانے کی

رُخِ محبُوب کی صَباحت دیکھ
جیسے رَوشن ہو صُبح کا تارا

فلک پر فروزاں ہوا اَے چاند جب تُو　　نظر ڈالنا پہلے اُس مہ لقا پر
بتانا اُسے حال ہم عاجزوں کا　　یہ کہنا کہ جیتے ہیں تیری رِضا پر
نہیں جسم و جاں میں وہ تاب و تواں اَب　　مگر پھر بھی قائم ہیں عہدِ وَفا پر
تجھے بھیجتے ہیں سَلامِ محبّت
نِگاہیں جمائی ہیں حُسنِ رَجا پر

جہاں چلتی نہیں کِسی کی بات　　پھر اُسی رہ گزر سے پیار کیا
ہائے کِس راہ گیر کی خاطر　　رُوح کو وقفِ اِنتظار کیا

تیری آنکھوں نے میری آنکھوں کو　　عشوۂ ناز بھی سِکھایا ہے
عشق نے رُوٹھنے کا یہ انداز　　میرے پیارے تجھی سے پایا ہے

www.drhasanrizvi.org

تیری آنکھوں کی مُسکراہٹ میں ہم نے چاندی کی سی چمک دیکھی
تُو جو آیا، ہماری آنکھوں نے تیرے قدموں کی چاپ تک دیکھی
تُو جو سویا، تو خوب ہم جاگے
تیرے چہرے پہ کیا دمک دیکھی

ٹَن ٹَن باج رہی ہیں ٹلیاں تَن مَن میں جھنکار
میں برھا ماری مولا مِل جائے میہار
چاہے دُنیا طعنے دے مجھ کو لاکھ ھزار
بیچ بھنور میں آن پھنسی
پار کرے میہار

ندی چڑھی ہے پانی گہرا سکھی سنبھل پگ دھرنا
ملاحوں سے سُنا ہے اکثر مُشکل پار اُترنا
پریت ہو من میں تو کیا مُشکل ندیا پار اُترنا
ساجن آپ بُلائے گا جب
اُس دِن سَج دَھج کرنا

پریتم ہے جس پار میرا مَن بھی ہے اُس پار
وہ جو سب کا یار سہارا میرا بھی آدھار

یار میہار کی پریت نہ ہو تو جیوں ہے بے رَس
تو ہی درد مٹادے آ کر درد سے ہوں بے بَس
تیرا دُکھ تو سُکھ ہی نہ مانگے
دُکھوں میں پاؤں رَس

اُونٹ سجائے، گھنگھرو باندھے چھم چھم چھم چھمکارے

www.drhasanrizvi.org

سکھیو شاہ 'لطیف' کہے ہے آئیں گے ساجن پیارے

سو کر یار گنوایا سارا دوش تھا میرا
سیج پہ سو کر یار گنوایا جاگی تو دُکھ پایا
مجھے بھی سکھیو راز بتاؤ
پریتم نے جو سُنایا

پیاسی دھرتی جیسا تن ہے یار بجھادے پیاس
اُس کی خام محبت ہے جو جائے نہ پریتم پاس

تن من ساجن تجھ پر واروں آ کر تیرے پاس
دھڑکن دل کی پی کو سُناؤں آئے اگر وہ پاس
کبھی 'لطیف' تو آئے گا وہ
جس کی مجھ کو آس

بابل کا گھر چھوٹا مجھ سے اب میں جاؤں کہاں
سُکھ رُوٹھے اب دُکھ ہی دُکھ ہیں تن من میں سجناں
سُنو 'لطیف' کہے ری سکھیو
تن من دُھواں دُھواں

اے ساجن تم مت جاؤ میری بنتی مان بھی جاؤ
بھنبھوڑ میں آ کر ساجن تم اپنے اُونٹ بٹھاؤ
اب روکو یار پُنھل کو اُسے دُولھا آج بناؤ
یہ باراتی ہیں پُنھل کے خوشبو میں اِن کو بساؤ
سُنو بات 'لطیف' کی سکھیو
گُن پیا کے مِل کر گاؤ

www.drhasanrizvi.org

ہجرِ صنم کا دِل کو دیوے　　آن جانی فرحت
پڑھ پڑھ جھُوموں جھُوم جھُوم لُوں　　مَیں درسِ اُلفت
دُکھ بھی دین ہے پی کی سکھیو　　یار کی یہ بھی صِفت
غمِ فُرقت پَھل کا سکھیو
راحت ہی راحت

وَشت جَبل میں کر فریادیں　　گر تُو چاہے وِصال
پُوچھ جَبل میں قاصِد سے تُو　　ساجن کا احوال
کہے 'لطیفؔ' کہ آخر اِک دن
ہوگا یار وِصال

مہکا مہکا ساجن پیارا　　مَیلا تن میرا
جہاں جہاں سے گزُرا ساجن　　شہر تھا سب مہکا
کامِل سائیں تُو ہی آکر　　میرا روگ مِٹا
پریت ہی شاہ 'لطیفؔ' کہے ہے
سَر کا ہے سَودا

لالن آج ہے آیا　　دُور ہوا دُکھ سارا
پی سے ہوں گی پیار کی باتیں　　گھر میں پریتم آیا
مہکا مہکا شہر ہے سارا　　جگ ساجن مہکایا
میں عاجز کیا آن دِکھاؤں　　سب کا سائیں سہارا
لالن لعل 'لطیفؔ' کہے ہے
پریتم میرے گھر میں آیا

گرم ہَوائیں، آگ کی لپٹیں　　جُھلسے سارا بَدن
ساون بھادوں برکھا جیسے　　برسیں ہیں نَینن

www.drhasanrizvi.org

سکھیو شاہ 'لطیف' کہے ہے
پا لوں یار سجن

ساجن میرے گلے کا گہنا　　جھلمل کرتا ھار
میرے جیسے لاکھ کروڑوں　　ساجن پر ہیں نثار
واری جاؤں گلی گلی پر
جہاں سے گزرے یار

شام ڈھلی دھندلائے　　نقش قدم آے یار
ساجن جگ مگ ہیرا　　روشن سب اندھیار

درد فراق کا دے کر ساجن　　مجھ کو چھوڑ نہ جانا
مجھ بے گن میں عیب ہزاروں　　اپنے گن دکھلانا
سکھیو شاہ 'لطیف' کہے ہے
آنا لوٹ کے آنا

بڑی کٹھن ہیں راہیں　　میں اپنی منزل پاؤں
کیا کیا گن ہیں تیرے　　میں وہ کہاں سے لاؤں
پیا ملیں تو سجنی　　پل کو روٹھ بھی جاؤں
کیا کیا دکھ جھیلے ہیں　　رو رو ان کو سناؤں
کہے 'لطیف' وہ آئیں
جھوم جھوم کے گاؤں

پو پھوٹی آوازیں گونجیں　　گونجے پربت سارے
سکھیو شاہ 'لطیف' کہے ہے　　ملیں گے ساجن پیارے

---

www.drhasanrizvi.org

آموں میں ہے بُور لگا　　پھُول کھِلے ہیں یہاں وہاں
تڑپ تڑپ مَر جاؤں ساجن　　اَب تو جلدی آجا یہاں

کیسے میں بھُولوُں　　پریت بھرے وہ نَیناں
کیسے جی کو روکوُں　　تجھ بِن تڑپت یہاں
جوڑوں میں ہاتھ اپنے　　سَاجن مِلے جہَاں
شاہ 'لطیفؔ' کہے ہے
جاؤں میں بھی وہاں

بَل کھاتی راہوں میں　　گَل جائے گا مَاس
پھر بھی ہوگی مَن میں　　پیا مِلن کی آس
ساجن چھوڑ گئے ہیں　　نَیند نہ آئی راس
ساجن بھُول نہ جائیں　　مَن میں خوف و ہراس
شاہ 'لطیفؔ' کہے ہے
جاؤں سجن کے پاس

آکے بیٹھا ہے شاخ پر کوّا　　پھر سجن کا سلام لایا ہے
اَب نہ کاتے کوئی سَکھی چرخہ　　سُن تو لوُں جو پیام لایا ہے

جھوُٹ کب بولتے ہیں وہ کوّے　　جو سجن کے وطن سے آتے ہیں
بَیٹھ کر اُونچی اُونچی شاخوں پر　　اُس کی باتیں مجھے بتاتے ہیں
مَیں سمجھتی ہوں اُن کی فریادیں　　اور وہ پیغام جو سُناتے ہیں
باوفا ہیں 'لطیفؔ' یہ پنچھی
جو مرے رنج و غم مِٹاتے ہیں

آرہے ہیں شمال سے بادل　　ٹَلک بارش سے ہو گئے آباد

www.drhasanrizvi.org

نہیں ان بادلوں سے پیار مجھ کو
نہ ہو جب تک ترا دیدار مجھ کو
کہیں بہتر برستے بادلوں سے
تمنائے وصالِ یار مجھ کو

آج دل پر ہے یورشِ جذبات
آ گئی یاد تیری ہر اک بات
یہ گھٹائیں، یہ جھومتا ساون
جاگ اُٹھے خوشگوار احساسات
تُو اگر پاس ہو تو اے محبوب
میرے گھر صبح وشام ہے برسات

سر میں بادل سے کچھ اُمڈتے ہیں
اور آنکھوں میں ہے گھٹا چھائی
حُسنِ جاناں سے ملتی جُلتی ہے
ابر و باراں کی شانِ رعنائی
ان نگاہوں کی منتظر ہوں میں
جن کا اعجاز ہے مسیحائی

آج سُوئے شمال برقِ تپاں
مثلِ شاخِ سمن لہکتی ہے
سبزہ ریگ زار ہے لرزاں
یا کوئی گُل بدن مہکتی ہے
'بھٹ' پر آئے رواں دواں بادل
زندگی چار سُو چہکتی ہے

پھر برس جائے تُو کہیں بادل
یاد آ جائے وہ مرا پیارا
تر بہ تر ہوں یہ کھیت یہ میدان
پھر ہو اُن مہوشوں کا نظارا

نہ وہ صبحیں نہ وہ شامیں سہانی
وہاں دوستی ہے اب زندگانی
نہ ساحل پر کوئی ہنگامہ ہے اب
نہ موجوں میں وہ پہلی سی روانی
لبِ ساحل پہ آ جاتی ہے اکثر
کوئی بسری ہوئی رنگیں کہانی

www.drhasanrizvi.org

آئے برسات کی طرح پیارے　　اُن کی آغوش ہو گئی آباد
جن کو آتی رہی ہے ساری عمر　　اپنے بچھڑے ہوئے سجن کی یاد

رہی جانے کی اُن کو اِتنی جلدی　　کہ وہ دو چار دن بھی رہ نہ پائے
سدا اُس پار ہی رہنا ہے جن کو　　کوئی ایسوں سے کیسے لَو لگائے

یہ حالت ہے مرے بے چین دل کی　　کوئی بھٹکی ہوئی کشتی ہو جیسے
خبر کیا تھی کہ اُن سے پیار کر کے　　مجھے سہنے پڑیں گے رنج ایسے

کبھی تو لَوٹ کر آئے گا پیارا　　ہَوا ہو جائے گا دُکھ درد سارا
اِسی اُمّید پر اب جی رہی ہوں　　یہی اُمّید ہے میرا سہارا

میں ہوں اپنے خدا سے لَو لگائے　　وہی ساجن سے اب مجھ کو ملائے
جلائے جو بھی آشاؤں کے دیپک　　وہی ساجن کو سینے سے لگائے

اُٹھے لنگر سویرے ہی سویرے　　یہ دریا آشنا تیرے نہ میرے
تلاشِ سیم و زر میں سُوئے 'لنکا'　　روانہ ہو گئے ہیں مُنہ اندھیرے

ہمیشہ کام ہے موجوں سے لڑنا
سدا ساگر میں ہیں ان کے بسیرے

سحر ہوتے ہی پھر تیار ہیں یہ　　بڑے ظالم ہیں یہ بحری مُسافر
کہاں تک میں کروں گی یاد اِن کو　　مجھے تو مار ڈالیں گے یہ تاجر

پھر اُن کے بادباں لہرا رہے ہیں　　کہیں پردیس کو پھر جا رہے ہیں
غم و رنج و الم کے گھرے سائے　　دلِ بے تاب پر منڈلا رہے ہیں

www.drhasanrizvi.org

وہیں پہنچا مجھے امرِ مشیت!
وہ میری زندگی کا آسرا ہے
جہاں وہ آرزوئے جسم و جاں ہے
مرے قلب و نظر کا مُدّعا ہے

مرے محبوب اِک جامِ محبّت
نہ ہو سیری کبھی وارفتگی سے
مجھے خود اپنے ہاتھوں سے پلادے
بُجھاؤں تشنگی کو تشنگی سے

بھرم قائم ہے جن کی تشنگی کا
انھیں خود ڈھونڈنے آئے گا پانی

نہ ہو آمادۂ ترکِ محبّت
تجھے لازم ہے اَے درماندہ راہی
مِثالِ مُشک تن مَن میں بسالے
محبّت ہی کو تُو رہبر بنالے

دِیدنی ہے ہوس کا یہ انجام
ہاں مگر جن کا رہنما ہے عشق
سیکڑوں راہرو ہُوئے ناکام
اُن کی منزل ہے ان کا پہلا گام

بے قراری بڑھا گیا کوئی
میرا تن من جلا گیا کوئی
جسم و جاں میں سما گیا کوئی
آگ ایسی لگا گیا کوئی
سایۂ زُلفِ یار کیا کہیئے
کتنے فِتنے جگا گیا کوئی

سایۂ زُلفِ یار نے مارا
کرکے بے خود بہ اہتمامِ وفا
ہائے یہ رات تیرہ و تنہا
سر بہ سر دردِ لادوا بن کر
عارضِ تابدار نے مارا
اِک سلیقہ شعار نے مارا
یادِ گیسوئے یار نے مارا
خود مرے حالِ زار نے مارا
مرگِ عاشق نہیں شہادت ہے
مطمئن ہوں کہ پیار نے مارا

www.drhasanrizvi.org

تجھ سے وابستہ ہر تمنّا ہے　　رحم کر اپنے جاں نثاروں پر
رحمتِ بے حساب کے قرباں　　یوں خفا ہو نہ خاکساروں پر

مضطرب ہے مری نگاہ ابھی　　نامکمّل ہے رسم و راہ ابھی
اے تمنّائے جلوۂ جاناں　　دور ہے دور جلوہ گاہ ابھی

دیدنی ہے سسی کی بے تابی　　جیسے بیم و رجا میں ہو تکرار
کون جانے 'لطیف' کب ہو سسی　　واصلِ خاکِ آستانۂ یار

اُسے کیوں شکوۂ درماندگی ہو　　جسے اُس کی محبت کھینچتی ہو
گزر جائے گا کوہ و دشت و درے　　وہ جس کی آس پنّھوں سے لگی ہو
مقدّر میں ہے اُس کے سرفرازی
میسّر جس کو ایسی زندگی ہو

سُن مری روح کی پکار، نہ جا　　جا نہ اے جانِ انتظار، نہ جا
دلِ مضطر ہے سوگوار، نہ جا　　ہوک اٹھتی ہے بار بار، نہ جا
کیسی بے چین ہوں تری خاطر
دیکھ تجھ سے ہے کتنا پیار، نہ جا

تجھ سے اب تک نباہ کرتا ہوں　　اعترافِ گناہ کرتا ہوں
دشت و کہسار تک بھی چیخ اٹھے　　کس قیامت کی آہ کرتا ہوں

غم سے مانوس ہو گیا ہوں میں　　وہ خوشی ہے نہ وہ زمانہ ہے
اب تو وہ ذوق و شوق کا عالم　　ایک بھولا ہوا فسانہ ہے

روئے زیبا ذرا دکھا جاؤ　　دل پریشاں ہے اب تو آجاؤ

www.drhasanrizvi.org

پھر مرا شوق کم نہ ہو جائے آؤ آکر اسے بڑھا جاؤ
دیکھ کر تم کو کچھ نہ دیکھ سکوں
چشمِ حیراں میں یوں سما جاؤ

طعنہ زن مجھ پہ کوئی کیا ہوگا
ننگ کی آرزو نہ خواہشِ نام

مبتلائے خیالِ یار ہوں میں کون جانے کہ بے قرار ہوں میں
تو نہ آئے تو موت آجائے میرے پیارے بہ حالِ زار ہوں میں

دیکھ لیں گردشیں زمانے کی اب تمنا ہے تجھ کو پانے کی
اِس طرح تیرے در پہ سجدہ کروں نوبت آئے نہ سر اُٹھانے کی

پیارے پنھوں تری دہائی ہے کیا مصیبت کسی پر آئی ہے
اب بجھائے گا کون تیرے سوا آگ جو عشق نے لگائی ہے

کیا خبر تھی کہ جذبۂ ناکام زندگی کا مذاق اُڑائے گا
میں سمجھتا تھا شعلۂ اُلفت اپنے محبوب سے ملائے گا

تیری خلوت کا ایک لمحہ بھی خلوتِ ماہ و سال سے بہتر
پیارے پنھوں مجھے ترا دیدار لاکھ حسن و جمال سے بہتر
مجھ ستم کش کو خلوتِ غم بھی
بزمِ آسودہ حال سے بہتر

ایک لمحہ تری محبت کا زندگیٔ دوام سے بہتر
زلف و رخ کا تصورِ پیہم گردشِ صبح و شام سے بہتر

www.drhasanrizvi.org

سپیروں کی طرح بے باک ہو کر
بیَا باں دَر بیَاباں گھُومتی ہے
"لطیف" اِن رُوح فرساوادیوں میں
خُدا جانے کسی کیا ڈھُونڈتی ہے

رَہے بھنبھور میں اَب کِس کی خاطِر
اِسے دَرکار پُنھوں کے سِوا کیا
'لطیف' اِس رہ گزارِ پُرخطر میں
کسی کو اور کوئی آسرا کیا
فقط اِک اعتبارِ وَصلِ جاناں
مداوائے دِلِ دَردآشنا کیا

صدائے آرزُو بن کر وہ پیارا
مِرے ہَر ریشۂ جاں سے پُکارا
وہیں اَب بھیج دو مجھ کو خُدارا
جہاں ہے وہ مِری آنکھوں کا تارا
یہ کیسی آگ ہے اَے وَحشتِ دِل
سُلگ اُٹھا ہے میرا جسم سارا
سہارا دے مجھے اَے سعیٔ پیہم
نہیں دَرماندگی مجھ کو گوارا
"لطیف" اَب کیا کریں ذوقِ طلب کو
ہُوا ہے سامنے وہ جَلوہ آرا

جہیز اَپنا لیے بیٹھی ہوں کب سے
کہاں ہیں میرے باراتی بُلاؤ
وہی رَونق وہی جشنِ طرب ہو
اَب آجاؤ مِری شادی رَچاؤ
نہیں بھنبھور میں اَب کوئی میرا
تُمھیں آکر مجھے اپنا بناؤ
وہی ہے بے وسیلوں کا وسیلہ
"لطیف" آؤ اُسی کے گیت گاؤ

نِشاں تیرا بتائے گا کوئی تو
مِرا غم آشنا ہَر اِک شجر ہے
جَلا کر اپنے گھر کو پُوچھتی ہوں
بتا اَے بے کسی جانا کِدھر ہے

مِرے یارو مجھے ایسی دُعا دو
نثارِ جَلوۂ جاناں بنادو
سَفر دَرپیش ہے اَب آخرت کا
مجھے کچھ کام کی باتیں بتادو

www.drhasanrizvi.org

لحد میں جن سے دِل کو چین آئے وہ آدابِ حکیمانہ سکھا دو
خُدا اور اُس کے پیغمبرؐ کی خاطر کوئی پیغامِ جاں پرور سُنا دو
مَیں اب جا کر نہ واپس آ سکوں گا
بھُلا دو، اب مجھے دِل سے بھُلا دو

کاہشِ جاں، خلوصِ قلب کے ساتھ "صوت"! تیری طرف رواں ہوں مَیں
سنگریزے ہی سنگریزے ہیں اور دیبا و پرنیاں ہوں میں
دَم بخود ہوں تری تمنّا میں
وَالہانہ رَوان دَواں ہوں مَیں

کیوں سمجھتا ہے اجنبی مجھ کو اَے مرے رَاز دار، چُپ ہو جا
میں ہوا خواہِ وَصلِ جاناں ہُوں اَے سگِ کوئے یار، چُپ ہو جا

اُس کی صُورت سے جو نہیں ڈرتے اُن سے مانوس ہو کے رہتا ہے
اَے دِلِ بے قرار سُنتا جا کیا سگِ کوئے یار کہتا ہے

تو کِسی اور کو نہ زحمت دے کام میرا تمام کرتا جا
اِک ذرا اپنے دستِ نازک کو مائلِ اِنتقام کرتا جا

تلاشِ دوست میں ہر ایک منزل فریبِ راہ ہے، منزل نہیں ہے
کوئی کہہ دے کسی سے جا کے "سیّد" محبت سعیٔ لاحاصل نہیں ہے

میں کیا خاطر میں لاؤں مُشکلوں کو سمجھتا ہوں ترے پیہم اِشارے
بتا اَے آرزُوئے دیدِ جاناں کہیں دیکھے ہیں ایسے غم کے مارے
"لطیف" اُس راہرو پر آفریں ہے
جو اِس عالم میں بھی ہمّت نہ ہارے

www.drhasanrizvi.org

گھسٹتی جا رہی ہوں میرے پیارے	میں لے کر اپنی کہنی کا سہارا
نہیں اَب پیر اُٹھانے کی سکت بھی	نہ کر اَب دیر آنے میں خُدا را

مثلِ مُردار ہے جہاں کہ یہاں	ہم نے دیکھی بَشر میں خُوئے سگاں
قدر کیا جانیں اُن کی اہلِ ہَوَس	خونِ دِل پی کے جو ہوئے ہوں جواں

اُن کے آقا نے اُن کو اُکسا کر	دَم بہ دَم بھونکنا سِکھایا ہے
ورنہ کیا ہیں سگانِ کُوچۂ یار	کِس نے اَیسوں کو مُنہ لگایا ہے
اُن کی آواز کو بسا اوقات
دِل کی گہرائیوں میں پایا ہے

مُجھ کو پہچان تو گئے ہوں گے	راز داں ہیں یہ میرے پیاروں کے
خوف مجھ کو نہیں کوئی زِنہار	اِن درندوں سے کہساروں کے
وہ بظاہر مجھے ڈراتے ہیں
اصل میں مجھ کو آزماتے ہیں

اَے سسّی پست ہمتی تیری	مائِلِ شوقِ وصلِ یار ہوئی
پیارے پُنہوں کو کر دیا بدنام	اور خود بھی ذلیل وخوار ہوئی

ساجن مجھ کو سونپ دے کوئی ایسا کام
جس کے کارن ہو سکے جگ میں میرا نام

اِس تگ و دَو کا جو بھی ہو انجام	ہو سکوں گی نہ خائفِ آلام
گلۂ دوست ، شکوۂ ہجراں	میری دیوانگی پہ ہیں اِلزام
بڑھ رہا ہوں رہِ محبت میں
اپنی منزل کی سمت گام بہ گام

www.drhasanrizvi.org

سسکیاں لے رہی ہے آج فضا　　　ہائے وہ کشتۂ محبت ہائے
دشنۂ یار کا ہلاک آخر　　　پہلوئے یار ہی میں تسکیں پائے

ذکر کرتا ہے ہر شجر تیرا
اُن پہ بھی ہو گیا اثر تیرا

کاش میری اُمید بر آئے　　　پیارا پُنھوں کہیں نظر آئے
رائیگاں ہو نہ زندگی میری　　　کام دُشواری سفر آئے
جنّتِ عشرتِ دوام ملے
اُس کے پہلو میں موت اگر آئے

نہ جانے چھوڑ کر کس وقت چل دیں　　　انھیں پابندیٔ رسم و وفا کیا
محبت دیس والوں ہی سے اچھی　　　بھلا پردیسیوں کا آسرا کیا
صبا میں بوئے پُنھوں جب نہیں ہے
تو پھر جھنجھوڑ کے صبح و مسا کیا

دعا دیتی ہے میری بے زبانی　　　خدا رکھے جنوں کی نوجوانی
جہاں میں کوئی بھی میرا نہیں اب　　　بہت ویراں ہے میری زندگانی
تمنّا، ایک زنجیرِ محبت
محبت، ایک ربطِ جاودانی

نہ جذبِ شوق یہ زحمت اٹھاتا　　　نہ احساسِ وفا ناکام ہوتا
کہاں ملتا مجھے سوزِ محبت　　　اگر دل واقفِ انجام ہوتا

اُدھر ہوں رحمتِ کامل کے سائے　　　جدھر وہ ناقۂ محبوب جائے
ہزاروں صورتیں دیکھی ہیں میں نے　　　مگر اُس کے سوا کوئی نہ بھائے

www.drhasanrizvi.org

درختوں میں بڑی خوشبو بسی ہے — مہک تیرے تصوّر کی چمن میں
درندوں سے مجھے کیا خوف ہوگا — بسا ہے ایک اِنساں میرے مَن میں

پھُول سے ہرگز پیار نہ کرنا — کانٹوں کا بیوپار نہ کرنا
پھُول سدا مُرجھا جاتے ہیں — کانٹوں میں اُلجھا جاتے ہیں

بلوچی میں کبھی کرتے وہ باتیں — کبھی کچھ بولتے تھے فارسی میں
خدا جانے وہ پُراسرار کیچی — یہاں کیوں آئے کیا ٹھانے تھے جی میں
خبر کیا تھی چلے جائیں گے یہ لوگ — رہوں گی میں یہاں بھنبھور ہی میں
یہ میری زِندگی کا حال ہے اب
کہ پیہم دُکھ ہی دُکھ ہیں زِندگی میں

جہاں جاتے ہوئے ناتے بھی لرزیں — سسی اُن وادیوں میں جا رہی ہے
سُلگتی اور تپتی بادِ صحرا — سسی کے جسم کو جھلسا رہی ہے
نِشاں پُنھوں کا کوسوں تک نہیں ہے — مگر وہ ہے کہ بڑھتی جا رہی ہے
"لطیفؔ" اُس دشت آوارہ کو شاید
محبت راستہ دِکھلا رہی ہے

سسی اِس رہ گزارِ جاں ستاں میں — نہیں ممکن کہ تُو آرام پائے
فقط جھُلسی ہوئی ویرانیاں ہیں — نہ پانی ہے، نہ سبزہ ہے، نہ سائے

سحر ہونے سے پہلے ہی سدھارا — ہمارا مہرباں، مہماں ہمارا
یہ آخر کیا ہوا اے چشمِ حیراں — مجھے پُنھوں نے کیوں بے مَوت مارا
نظر میں چار سُو ویرانیاں ہیں — کچھ ایسا گُم ہوا میرا سہارا
نہ زِندہ چھوڑتی اُونٹوں کو اُن کے — اگر مِلتا کوئی ایسا اِشارا
کہ دانستہ جتوں نے میری خاطر — بچھایا ہے یہ دل کش جال سارا

www.drhasanrizvi.org

اَب اِس معمورۂ ہستی میں اُس بِن
مجھے بھاتا نہیں کوئی نظارا

مرے بھنبھور کو ویران کر کے
کِدھر کا رُخ کیا اُس کارواں نے
کہاں ہیں کیچ اور مکران یارب!
بہت ڈھونڈا ہے مجھ آشفتہ جاں نے
وہی کھینچے گا میرے دِل سے ناوک
بنایا ہے ہدف جس مہرباں نے
ہراساں اور پریشاں کر دیا ہے
مجھے اِس ہیبتِ کوہِ گراں نے

برہمن زاد ہوں لیکن یہ سچ ہے
کہ اِک دھوبی نے لا کر مجھ کو پالا
مجھے دُنیا نے سمجھا ایک دھوبن
بظاہر ہوش جب میں نے سنبھالا
کیا اِک اجنبی سے پیار میں نے
سمجھ کر دیدہ و دِل کا اُجالا
یہ کیا معلوم تھا اس کی جُدائی
دِلِ مہجور میں ڈالے گی چھالا
اب اُس کی جستجو میں کھو گئی ہوں
مجھے بے موت جس نے مار ڈالا
مرا اُنھوں بھی کپڑے دھو رہا تھا
اچانک کیچ سے قاصد جب آیا
کہا اُس نے پسند آئی نہ یہ بات
کہ اِک دھوبن سے تُو نے دل لگایا
کہاں ہے کیچ؟ اور بھنبھور کیسا
یہ سارے رشتہ و پیوند کیا ہیں
نگاہوں میں انوکھی اِلتجائیں
لبوں پر نالہ ہائے نارسا ہیں
نہ جانے کیوں مرے دَرپے ہیں دشمن
نہ جانے دوست کیوں صبر آزما ہیں

جو دیکھے آخرِ شب چند آہو
سسی سمجھی جتوں کے اُونٹ آئے
تمنائے رُخِ یارِ گریزاں
نہ جانے اور کتنے گُل کھلائے

خوشا یہ آہوانِ دشتِ ویراں
تلاشِ آب میں اُفتاں و خیزاں

www.drhasanrizvi.org

کچھ ایسی ہی مری وارفتگی ہے خلا میں کھو گئی ہے چشمِ حیراں

سسی اس وادیٔ کوہِ گراں میں درندوں سے بھی تو دوچار ہو گی
مگر کہتی ہے یہ فریاد تیری کہ تو حلقہ بگوشِ یار ہو گی

بجیں گے پھر خوشی کے شادیانے قریں مجھ سے مرا ہمراز ہو گا
وہی ہو گا وفورِ عشق و مستی وہی پھر رابطہ سوز و ساز ہو گا

سکوتِ مرگ ہے جن وادیوں میں سسی ان وادیوں میں رہ سپر ہے
اُسے آرام کی اب کیا تمنا سفر اُس کا محبت کا سفر ہے

نہ جانے کیوں رہِ جاناں میں حائل خیالِ ہیبتِ کوہِ گراں ہے
ہزاروں مرحلے، ہر مرحلہ سخت مگر پہنچوں گی میں پنّھوں جہاں ہے

دما دم بڑھ رہی ہوں بے خودی میں مجھے روکیں گے کیا کوہ و بیاباں
یہ کانٹھو اور کارو میرے نزدیک نہیں کچھ بھی بجز اک ابرِ باراں
میں سر تا پا کسی کی جستجو میں
دلِ حسرت زدہ کی آرزو ہوں

نہ دو ترغیب مجھ کو واپسی کی کہ یہ توہین ہے وارفتگی کی
کبھی 'بھنبھور' میں جو دل کشی تھی جھلک بھی اب نہیں اُس دل کشی کی

قطار اندر قطار آئے تھے ناقے بڑی پُرکیف ان کی کہکشاں تھی
وہ آویزے، وہ گھنگھرو، وہ چھناچھن عجب بانگِ درائے کارواں تھی

خوشا یہ کیفیت کوہ و دمن کی مہک ہے نافۂ مشکِ ختن کی

خدا جانے کہاں سے آ رہی ہیں　　یہ خوشبوئیں جتوں کے پیرہن کی

خدا جانے مجھے یہ دَرد دے کر　　ہوئے کس وقت وہ کیچی روانہ
گواہی دے رہے ہیں اشکِ شبنم　　کہ ہے یہ آخرِ شب کا فسانہ

بلوچوں سے وفا کا آسرا کیا　　خطا کاری ہے اُن سے دل لگانا
مجھے معلوم ہے دستوُر اُن کا　　نہیں آساں اُنھیں اپنا بنانا
وہ مجھ پر اوّلِ شب غلبۂ خواب　　وہ اُن کا آخرِ شب کیچ جانا
گھڑی بھر کے لیے تھی آشنائی
مرے کس کام یہ مہندی رچانا

قصوُر اُن دیوروں کا اِس میں کیا ہے؟　　جو سچ پُوچھو تو میری ہی خطا ہے
اگر میں تھام لیتی اُن کا دامن　　نہ ہوتا پھر یہ جو کچھ بھی ہوا ہے

وہ کیچی اور اُن کے اُونٹ مجھ کو　　نہ کرتے اِس طرح پامال پیارے
چھُپے رہتے مری آغوش ہی میں　　وہ تیرے گھنگھریالے بال پیارے

مل کے رولیں دیارِ دَشت و جَبَل　　اپنی قسمت میں نوحہ خوانی ہے
تیرے ویران رہ گزاروں سے　　ملتی جُلتی مری کہانی ہے

لاکھ ترکِ تعلقات کریں　　میرا مَسلک وَفاپرستی ہے
ہر تمنّا ہے ہوت[1] سے منسوب　　دل کی مستی عجیب مستی ہے

---

[1] ہوت : محبوب

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

وطن کی محبت

اور

جوشِ انقلاب

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

وطن کی محبت اور جوشِ انقلاب

(داستانِ عمر ماروی)

بہار آتے ہی پھر بادِ شمالی سراپا مُشکبو ہونے لگی ہے
درختوں کے گھنے سایوں میں پیارے یہ کنجھر ایک گہوارہ بنی ہے

کنول کے تیرتے پھولوں کی سج دھج نگاہوں میں سمائی جا رہی ہے
مجھے محسوس ہوتا ہے کہ شاید محبت مدعائے زندگی ہے

مٹا دو یہ در و دیوارِ زنداں جلا کر خاک کردو قصر و ایواں
وہیں ہے میرے دردِ دل کا درماں جہاں رہتے ہیں وہ نادار دہقاں
مرے قلب و نظر میں بس گئے ہیں
وہ ہنستے کھیلتے اہلِ بیاباں

تھرے جو پیرہن ملا مجھ کو میں اُسی پیرہن میں گھر جاؤں
لاکھ پیوند اُس میں لگ جائیں دیکھ کر میں اُسے نہ شرماؤں
یوں ہی اچھے، مرے پریشاں بال تیل ڈالوں، نہ بال سلجھاؤں
چھوٹ کر ان محل سراؤں سے
اپنے پیارے وطن کو اپناؤں

حرف آئے نہ میری عصمت پر جیسی آئی تھی ویسی ہی جاؤں
آسماں پر جو ابر چھائے ہیں یاد پھر سبزہ زار آتے ہیں

www.drhasanrizvi.org

اے عمرُ ذِکر اپنے پیاروں کا　　اِک مداوا ہے غم کے ماروں کا
اُن کا کاشانۂ خس و خاشاک　　حُسن ہے تھر کے سبزہ زاروں کا
کھُب گئی کوئی کیل سی دِل میں
نہ چلا بس یہاں لوہاروں کا

ہائے یہ قید و بند، یہ زنجیریں　　کوئی طعنہ نہ مجھ کو دے جانا
میرے مرنے کی تم خبر سُن کر　　میری میّت ملیر لے جانا

اے عمرُ تھر میں ماڑوؤں کے ساتھ　　ٹھنڈی مٹی میں مجھ کو دفنانا
دیس کی کچھ مہکتی بیلوں کو　　قبر کے آس پاس سُلگانا
کیا عجب عِشق یہ بھی دکھلائے
تنِ مُردہ میں رُوح لوٹ آئے

وہ سسوں اور ریچھوں کا اُون　　وہ ملیر اور اُس کے سبزہ زار
کملیاں اوڑھے منچلی سکھیاں　　وہ حسیں بیلیں اور برگ و بار
آ بھی جا ہم وطن خدا کے لیے
میں عمر کوٹ سے ہوئی بے زار

میرے ہاتھوں میں ہتھکڑی تیری　　دل میں ماروں کے پیار کی زنجیر
عہد و پیماں کچھ اور تھے اُن سے　　آ کے پھُوٹی کہاں مری تقدیر

ہو رہی ہے خوشی گنواروں کو　　تھر میں پھر موسمِ بہار آیا
جھونپڑی ہے چٹان پر جس کی　　یاد مجھ کو وہ رازدار آیا

کتنے خوش ہوں گے اے عمر وہ لوگ　　جو تھے برکھا کی آج کل تھر میں
کوئی کاٹے گا، کوئی کاتے گی　　اُون ہی اُون ہوگا ہر گھر میں

www.drhasanrizvi.org

وہ حَسِیں بیلیں اور برگ و بار　　اَب کہاں ہیں مِرے مُقدر میں
کہتی ہوں گی ملیر کی سکھیاں　　کاش آجائے 'ماروی' تھر میں
اَے عُمر جھونپڑوں کا وہ سُکھ چین
کیا ملے گا محل کے بستر میں

میں نہ پہنوں گی ریشمی ملبوس　　چاہے جس رنگ کا بھی ہو کوئی
میرے پیارے وطن کا تحفہ ہے　　صاف و شفاف اُون کی لوئی

اے عُمر تیرا خلعتِ زرتار　　میری لوئی کے سامنے بے کار
ریشمی لَس سے نہ کم ہوگا　　دل سے اُن پیارے ماروؤں کا پیار

اے عُمر لاکھ درجے بہتر ہے　　سیم و زَر سے مجھے وطن کی خاک
رنگ و روغن تجھے مبارک ہوں　　مجھ کو پیارے وہی خس و خاشاک

دَست و بازُو پہ اُون کے دھاگے　　خلعتِ زرنگار سے بہتر
اَے سَمن پوش، جو نہیں میرے　　جامۂ تار تار سے بہتر
سوگ اَپنی خِزاں نصیبی کا　　اِس فریبِ بہار سے بہتر
بے نیازانہ دردِ مہجُوری
وصلِ بے اعتبار سے بہتر

وہ سیہ چوڑیاں کلائی پر　　اُن کا ہر نقش کتنا پیارا ہے
سیم و زَر کا مجھے نہ لالچ دے　　یہ سہارا کوئی سہارا ہے
اِس عمر کوٹ کے حِصاروں سے　　لاکھ بہتر وطن ہمارا ہے
اے عُمر اپنے ماروؤں کے ساتھ
مجھ کو فاقہ کشی گوارا ہے

www.drhasanrizvi.org

وہ بیاباں کی سرد راتوں میں — زیرِ افلاک لرزہ بر اندام
کھائے جاتے ہیں مجھ کو اے سردار — یہ محل، یہ فصیل، یہ در و بام
تیری ہر انگبیں صفت عشرت
میری تشنہ لبی پہ اک الزام

مجھ کو رکھنی ہے جھونپڑوں کی لاج — ورنہ محلوں میں کیا برائی ہے
کون جانے کہ میری رگ رگ میں — آرزوئے وطن سمائی ہے

اک بیاباں ملا جہیز میں اور
میرے ماں باپ مجھ کو کیا دیتے؟

سدا برسات کا پیتے ہیں پانی — یہ میرے ہم وطن جو پاک ہیں سب
بدن پر کھردری سی اون پہنے — وفادارِ خس و خاشاک ہیں سب
گھنیرے جھنڈ ہیں چوپال ان کے — نڈر ہیں، نیک ہیں، بے باک ہیں سب
مگر ظالم ہو اتنے اے عمر تم
کہ یہ مظلوم سینہ چاک ہیں سب

گھاس کے بیج روز لاتے ہیں — اور کس شوق سے پکاتے ہیں
ان کے آگے پلاؤ بھی ہے ہیچ — جو غذائیں وہ لوگ کھاتے ہیں

اے عمر میرے دیس کے دہقاں — جنگلوں میں سکون پاتے ہیں
اعتدالِ مزاج کے قرباں — وقتِ پیری بھی مسکراتے ہیں

وہ کسی بات کے نہیں محتاج — کیا کہوں میں بہادری ان کی
گرد آلودہ ہی سہی کملی — دیدنی ہے مگر خوشی ان کی
اے عمر خود ملیر میں جا کر — دیکھ لے پاک دامنی ان کی

www.drhasanrizvi.org

خود نگہ دار اور خود مختار
کوئی قدغن نہ ہے کوئی محصُول
اِک مہکتا ہوا چمن ہے ملیر
اور مارو ہیں اُس چمن کے پھُول

خُوب ہیں میرے دیس کے دہقاں
کِتنی نُدرت ہے اُن کے جینے میں
ٹوکرا سر پہ دُھول پیروں پر
جسم بھیگا ہُوا پسینے میں

وہ کُشادہ فضائیں وہ میدان
ہر فصیل وحصار سے آزاد
کیسے محلوں میں جی لگے میرا
آرہی ہے ملیروا کی یاد

مِرے قلب ونظر میں بس گئی ہے
محبّت ماروؤں کے بانکپن کی
خدایا اپنی رحمت سے سُنادے
نویدِ جانفزا صُبحِ وطن کی

کِس طرف کوچ کرگئے وہ لوگ
یہ دِلِ بے قرار کیا جانے
اُجڑا اُجڑا سا سبزہ زار ہے کیوں
دیدۂ اشک بار کیا جانے
ھائے یہ دُوری اور مجبُوری
خلِشِ انتظار کیا جانے

کوئی قاصد نہ نامہ وپیغام
مجھ سے شاید وہ بدگماں ہوں گے
میرے خانہ بدوش تھر والے
حسبِ عادت رَواں دَواں ہوں گے
کیا خبر تھی کہ مجھ سے اِتنے دُور
دیدہ و دِل کے آستاں ہوں گے

جانے کِتنی چہل پہل ہوگی
آج کل تھر کے سبزہ زاروں میں
دیکھتی ہوں بدیدۂ حیراں
اِک تلاطُم ساجُوئے باروں میں
یاد ہے میں بھی تھی کبھی شامل
اپنے پیارے وطن کے پیاروں میں

www.drhasanrizvi.org

دور آسودگی کا ہے تھر ہیں　　موسمِ برشگال آیا ہے
ماروی یہ نسیم کا جھونکا　　مژدہ نوبہار لایا ہے

کب ہوئی ہے ملیر ہیں بارش　　کیا بتائے یہ دیدۂ بے تاب
یاس نے جس کو جڑ سے کاٹا ہو　　کیسے ہوگا وہ نخلِ دل شاداب

وہ اِس برسات کے موسم میں شاید　　کسی ڈھلوان پر جا کر رہیں گے
کنوئیں وہ کھارے پانی کے ہمیشہ　　منقش لوحِ فطرت پر رہیں گے
نہ بھولوں گی سحر کے مشغلوں کو　　تصور میں وہی منظر رہیں گے
مرے قلب و نظر میں پیارے مارو
بہر انداز جلوہ گر رہیں گے

کوئی جانے گا کیا دکھ درد میرا　　عمر میں حال اپنا کیا بتاؤں
وہ 'مارو' جس کی خاطر جی رہی ہوں　　اُسی کو جب نہ اپنے پاس پاؤں
تو اِس اونچے محل میں کیوں نہ آخر　　یونہی بے چین ہو کر تلملاؤں
جو اُجڑی ہے مری رسوائیوں سے
میں اُس بستی کو کیسے بھول جاؤں

تھر کے دلدل میں ہوں گے وہ 'مارو'　　اور بارش برس رہی ہوگی
کیا خبر ایک تشنہ لب اُن کو　　دیکھنے کو ترس رہی ہوگی
لذتِ جرعۂ محبت ہائے
اُس کے ہونٹوں میں رس رہی ہوگی

کس سے پوچھوں یہاں ہے کون اپنا　　جانے اُن بے کسوں پہ کیا گزری
کل وہاں بجلیوں کی یورش تھی　　رات بھر ماروؤں پہ کیا گزری

---

www.drhasanrizvi.org

اے عمر رشکِ قصر و ایواں ہے　　جھونپڑوں کی قطار آرائی
سوچتی ہوں وطن کے لوگوں میں　　ہو رہی ہوگی میری رُسوائی
کاش! پھر میرے رُوبرو آئے
کملی والوں کا حُسنِ زیبائی

سچ ہے جن کا سنگھار وہ سکھیاں　　ماروی تجھ کو یاد کرتی ہیں
سونا اُن کی نظر میں سیسہ ہے　　جو خطاکاریوں سے ڈرتی ہیں
اُن کی عفت پہ حرف کیوں آئے　　دَم جو شرم و حیا کا بھرتی ہیں
پیروی اُن کی تجھ پہ لازم ہے
جو خلوص و وفا پہ مرتی ہیں

میرے پیارے وطن کے قاصد نے　　مجھ کو آتے ہی یہ دیا طعنہ
تیری کملی متاعِ غیرت ہے　　نذرِ آتش اِسے نہ کر جانا
بیٹھنا مت پلنگ پر ہرگز　　طوقِ زرّیں کو بھی نہ اپنانا
کہہ رہی ہیں سہیلیاں تیری　　رُوح اپنی کہیں نہ کھو آنا
ساعتِ نیک آنے والی ہے
ختم ہونے کو ہے یہ افسانہ

داغ دِل کے یُونہی چھپائے جا　　چوٹ کھائے جا، دُکھ اُٹھائے جا
ماروی پاک دامنی اپنی　　جیسے بھی ہو سکے بچائے جا
لَوٹ کر پھر وطن میں جانا ہے
آبروئے وطن بڑھائے جا

بادلوں کا اُسے سہارا ہے
مجھ کو اپنا ملیر پیارا ہے

www.drhasanrizvi.org

باوفا ماروؤں کے گھر یارب　　پیارے تھر میں رہیں یونہی آباد
ہر گھڑی بےکسی کے عالَم میں　　آ رہے ہیں ملیر والے یاد
پہلی ہی رات کاخ وایواں سے
کانپ اُٹھا میرا دلِ ناشاد

دن وطن سے الگ جو گزرے ہیں　　ان پہ تہمت دھریں گے تھر والے
جیسی آئی تھی ویسی جاؤں گی　　ورنہ نفرت کریں گے تھر والے

ہے جہاں مُشک بیز خاکِ وطن　　کس قدر وہ مقام پیارا ہے
دِل ہے اُس سرزمیں کا گرویدہ　　اور سر میں بھی اس کا سودا ہے

جانے کس گھاٹ پر بسے ہوں گے　　ہو رہی ہوگی آج کل برسات
پھول جھڑتے ہیں، مَے چھلکتی ہے　　جب بھی ہوتی ہے ماروؤں کی بات

جب بھی چاہا بہ فیضِ ربّانی　　سارے تھر میں برس گیا پانی
خوئے تسلیم اُن کا جوہر ہے　　جانتے ہیں رضائے رحمانی
میرے پیارے ملیر والوں کو
ہوگی حاصل ہر ایک آسانی

کوئی پہنچا دے پھر وہیں مجھ کو　　تھیں جہاں دل کی راحتیں کیا کیا
منتظر ہیں انھیں سُنانے کو　　دیدہ و دل حکایتیں کیا کیا

زندگانی ملیر میں گزرے　　موت بھی ماروؤں کے پاس آئے
جوئے آبِ حیات ہے تھر میں　　وہی پانی بجھانے پیاس آئے

میری آنکھیں ملیر والوں کا　　رات دن انتظار کرتی ہیں

www.drhasanrizvi.org

اے عمر تجھ کو اُن سے کیا نسبت　　وہ تو 'مارو' سے پیار کرتی ہیں

کوششیں ہیں مجھے مٹانے کی　　آہ نیرنگیاں زمانے کی
چند تنکے ہیں برق کی زد پر　　خیر ہو میرے آشیانے کی
گریۂ جاوداں ہوئی تعزیر　　صرف اِک بار مسکرانے کی
اے عمر جان سے بھی پیاری ہے　　خاک اپنے غریب خانے کی
دے رہی ہیں یہ بجلیاں مجھ کو　　پھر تمنا نظر مِلانے کی

ہائے یہ ابر و باد و برق و رعد
یاد آتی ہے آشیانے کی

تن پہ کپڑا نہیں تو کیا غم ہے　　مقصدِ جسم وجاں سمجھتے ہیں
ہم بیاباں نورد 'ڈھٹ' والے　　تھر کو جنّت نشاں سمجھتے ہیں

دفعتاً پھر گیا نگاہوں میں　　عکسِ رنگیں ہر ایک منظر کا
خوبرو بہنیں اور وہ سکھیاں　　وہ سہانا سماں مرے گھر کا
اے عمر کھِل گئی کلی دِل کی　　بڑھ گیا جوش قلبِ مضطر کا

آپ ہی آپ کٹ گئی زنجیر
ذکر کس نے کیا مرے تھر کا

ختم کر اشک و آہ کو ماری　　بس یہ بدبختیاں ہیں ٹلنے کو
یہ سلاسل یہ طوق ہیں اب تو　　اپنی ہی آگ میں پگھلنے کو
پھر اُٹھائے ذرا دُعا کو ہاتھ　　شب ہے نورِ سحر ہیں ڈھلنے کو
پھر ترے تھر میں آئے گی برسات　　بھیگی بھیگی ہوا ہے چلنے کو
پھر اُنھیں ماروؤں میں تُو ہوگی　　تیرے حالات ہیں سنبھلنے کو

ساعتِ نیک آنے والی ہے
سوز ہے ساز میں بدلنے کو

www.drhasanrizvi.org

یہاں رہا نہ جائے میں جاؤں دیس ملیر
باس مہکتے بیلوں کی واں موت ملیر میں آئے
مر جاؤں تو مٹی میری
اپنے دیس ہی جائے

مر کر بھی بھول نہ پائے گی مٹی دیس ملیر کی
آخر کار ایک دن تو وہ پاس سجن کے جائے گی

دیس کو چھوڑے عرصہ گزرا بندھن قید جدائی
دیس کو چھوڑے صدیاں بیتیں قید میں عمر بتائی

مجھ میں اوگن عیب ہیں ساجن ہے ستار
برسا مرے ملیر پر پنگھٹ پر جھنکار

پاس سجن کے جاؤں گی میں پاس سجن کے جاؤں گی
چن چن پھول میں صحرا کے گھر تہوار مناؤں گی
اس جنگل میں بیلیں ہیں
دیس عمر! میں جاؤں گی

میلی کملی اجلی جانوں میلا محل یہ تیرا
میلے محل میں تن نہیں دھوؤں اجلا دیس ہے میرا
تن دھوؤں گی طعنہ دے گا مارو اجلا میرا
اشکوں سے ہی منہ دھو لوں گی
اجلا تن من میرا

محل میں بھی وہ تھر کا باسی مارو ہی یاد آیا